

روڈ اور مجمع علم و ہنر کی

چوتھیسویں صفر ۱۲۷۵ ہجری مطابق ونیسویں نومبر ۱۸۵۳ء عیسوی  
 شنبہ میں عیدِ ورد بالفقور صاحب بہادر کے گہر میں جمع ہوئے

حضر

آصف حبیب بہادر محمد خیر الدین خان بہادر عیدِ ورد بالفقور صاحب  
 جان جہاں خان بہادر احمد علی خان صاحب مولوی میرزا عبد الباقی صاحب  
 میر محمد علی خان صاحب

اس مجمع کے انعقد ہوتے ہی انور کھانا اہمہ گہر سے ہو کر یوں بیان فرماتے  
 مجھ کو مدتوں سے اس بات کا شوق عید ہے کہ مسلمانوں میں علوم و ہنر کی ترقی  
 عام ہو گا اور میں تجربے سے یہ بات پاتا ہوں کہ مسلمان لوگ علم و ہنر سے  
 سیکھنے اور سکھانے میں بڑے بڑے محنتیں اٹھاتے ہیں اور اس کو غیر  
 کو سیکھانے کی چھٹی اور دروغ نہیں کہ بر خلاف ہندو لوگ اس بات  
 نہ وہی محنت کرتے ہیں نہ غیر ذکوہ خوشی سکھاتے باوجود اسکے ہرگز

سردار کو یہی یقین تھی کہ ہندو لوگ علم و ہنر کے شائق اور فن و دانش  
 میں لائق ہیں اور مسلمان ناکار سے اور ہندوؤں کو یہی یہی زعم ہی کہ اب  
 علم و ہنر ہمارے قوم میں گیا اور تھوڑے دن کے بعد مسلمان لوگ سوائے  
 لکڑی پھوڑے اور موٹے دھونے کے کوئی کسب کرنی کے لائق نہیں  
 رہیں گے میں جب ہال انگریز کی ایسی سمجھاؤں ہندو کے ایسی اظہار کی  
 وجہ دھونڈا تو میں بھپایا کہ ہندو لوگ علم کی تحصیل کے واسطے تو تھوڑی  
 سے کوشش کرتے ہیں تو اسکو بری شہرت اور شاں سے تمام مدرسین  
 ایسا ظاہر کراتے ہیں کہ گویا انکی بری سعی اور اہتمام اسباب میں ہوتا ہی  
 پر برخلاف اسکے اہل اسلام سیکسٹی سے اپنے اپنے گہروں میں علم سیکھانے  
 کے واسطے محنت کرتے ہیں ایک مہینے کے آگے تھوڑے ہندوں کو مجھ سے قیات  
 کئے اور درخواست کئے کہ میں انکے مجمع کے واسطے علم جمادات کا تھوڑا  
 بیاں کروں انکی درخواست سنتے ہی میں پوچھا کہ یہ کونسا مجمع ہی  
 تب معلوم ہوا کہ ارمائی برس کے آگے سے تھوڑے ہندو ایک جماعت

باندھی ہیں علم کی ترقی کے واسطے لیکن ان آرٹاٹی برس میں چالیس آدمی  
 انکے شریک ہوئے اور انکی آمد فقط بیس روپے ماہوار ملک ہی جس مبلغ  
 کا ایک برا حصہ اہل انگریز سے پہنچتا ہی اگر تم غور کریں کہ سات لاکھ سو  
 مدرس میں ہیں انہیں بے چالیس ایک آدمی کی جماعت علم کی ترقی  
 کے واسطے جمع ہونا کچھ بری بات نہیں بلکہ بہت ناچیز ہی برخلاف اسکے  
 اگر تمھاری لوگ کی محنت کتاب خانہ کے باب میں دیکھیں تو اگرچہ تمھاری  
 قوم قلیل العدد ہی کتنے ہزار روپیہ اور کتنے سو شریک اسکی ملک کے واسطے  
 مجتمع ہوتے تاہم اہل انگریز میں تمھاری ایسی کوشش کا شہرہ نہیں شاید  
 اہل انگریز میں کے بیس آدمی میں بھی اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ  
 تمکو کتابخانہ ہی منود کی اتنی شہرت اور تمھاری بری محنت اور کوشش  
 اپنے معنی کے چار دیواری کے ہی اندر دبی رہتی کتنے مہینوں کے آگے  
 میں اہل اسلام کے واسطے ایک مدرسہ کی تجویز کیا تھا دو تین روز  
 میں میں بار ہزار روپیہ ملک جمع ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ

تیس ہزار روپیہ ملک جمع کر سکتے تھے ایسی محنت یا ایسی سخاوت ہندو  
 میں تم نہیں پاؤ گے بلکہ دے لو کہ دو لاکھ اور معقول خدمت رکھتے ہیں  
 سوائے قلیل مکتبوں کے دوسری علم گاہ انکے نہیں دستے تحقیق ہی کہ  
 ہندوؤں کے واسطے پچا اسکول ہی لیکن ہی ہندو لوگ پچا اسکول نہیں  
 بنائے وہ اسکول بنائی گئی تھی اہل انگریز کے عقل مندی سے اور مخصوص  
 اسکا بانی میسٹر جارج مارٹن تھا اگر میں دیوان مدارالامرا بہادر کے گھر  
 میں یا مولوی خان عالم خاں بہادر ہو جنک کے گھر میں یا قاضی الملک بہادر  
 یا مولوی اسلمی صاحب یا مولوی جمال صاحب یا مولوی شہاب الدین صاحب  
 یا قاضی ارتضاعلی خان صاحب یا معروف صاحب یا مفتی یوسف علی خان صاحب  
 یا مولوی مہدی صاحب یا منور جنک بہادر یا قاضی فخر الدین خاں محمد ابو بکر یا  
 مولوی غیاث الدین صاحب یا سو بہتر گ دوسرے علما جنکے نام میں بیان  
 کر سکوں گا جاؤں تو کیا دیکھوں گا کہ ہر ایک کے گھر میں دس دس سو  
 سو جوان طالب العلم علوم مختلف متفرقہ کے تحصیل میں روز مشغول ہیں پر تم

مدد اس کے تمام ہندوؤں کے گھروں میں جا کر تالاش کرو تو ایسا مرغوب  
 تماشا ہرگز نہ پاؤ گے بلکہ ایسا خیال کو ہندو کے دل میں نہیں اگر اب  
 تم پوچھو کہ جب ہمارے علم پروری کا حال ایسا ہی اور ہندو لوگ ویسا  
 سودی لوگ کچھ نا کر کر ایسے مشہور ہو گئے ہیں سو اسکا وجہ کیا ہے تو میرا جواب  
 یہ کہ سکے دو سبب ہیں ایک یہ کہ ہندو لوگ جو کرتے سو ملکر جماعت  
 کرتے اور شرکت سے ہمیشہ ایک طور کی شہرت اور قیام کی صورت  
 ہی اور تم جو کرتے سو تنہا تنہا کرتے اور ایک بہائی کیا کرتا سو آپر  
 دوسرا واقف نہیں دوسرا وجہ یہ کہ تم لوگ جو علم سیکھتے اور علم پھیلاتے  
 سو پرانے علوم ہیں جو اب جلی خواہش ہی سو نہیں اور ویسے علم کی حاجت  
 اب اہل جہاں کو نہیں رہی ہی اور تم کو چاہئے کہ اب کے رواج اور  
 خواہش موافق علم کی رواج کی کوشش کریں تم جسکی تعلیم و تدریس  
 کرتے ہو سو اسکی ذریعہ پر و اہل انگریز کو کو نہیں ہی پن اہل ہندو جو ہمیشہ  
 اپنی تدبیر معاش میں برے یکے اور ہوشیار ہیں سو اپنے قوم کو ایسے علوم

سیکھاتے ہیں جو دنیا میں اور اپنے اہل ریاست میں انکار و اج اور ضرورت  
 ہی اور اگرچہ ہندو لوگ کی محنت اور کوشش قلیل ہی تو بھی ریاست  
 کرنے والوں کے نظر میں اکثر انکے کام دستے اور انہیں کے خواہش کا علم  
 انکے پاس پئے جانے کے سبب سے انکے پاس ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہی لوگ  
 دنیا میں علم سیکھنے کی محنت اور کوشش کرتے ہیں اسی واسطے تمام ہندو  
 اور دولت اور غرت ملکوں چھوڑ کر انہیں کے پاس جاتی ہیں یہ لوگ مشہور ہو  
 گئے تم گمنام اس حال کا علاج تم مجھ سے پوچھو تو میرے دانست میں دو تین طو  
 ر سے اسکا تذکرہ کر سکتے ہو آگے ظاہر کیا گیا کہ مدارالامرا بہادر اور بحال  
 خان بہادر تہور جنگ وغیرہم اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے شاگردوں  
 کو تنہا علم سیکھاتے ہیں اسکے عوض یہ تمام سرداراں اپنے شاگردوں کو  
 ایک جگہ میں جمع کرانا اور اپنی اپنی تدریس دیا دینا اور اس مدرسہ  
 کو عام مدرسہ کر دینا اور ہر مدرسہ دینے ہمارا اپنے بد موافق اس مدرسہ کے  
 معلموں اور شاگردوں پر اپنی حکومت رکھنا کہ دنیا میں انکے انکے نام سے

اس مدرسے کی امداد مشہور ہووے مثلاً یہ امداد دارالامرا بہادر کے یا قابضی  
 بہادر وغیرہم کئے تو سو کے جگہ ہزار کی تربیت ہوگی اور معیشت کے نافع  
 علوم پڑھائے جائیگے تو ہزاروں مسلمان روزی سے لگ کر آرام سے گذر  
 کر نیگے اور قوم مغرزاور نیکنام اور مدد دینے والوں کو اجر مدام میں ایسا  
 نہیں کہتا ہوں کہ آپ لوگ میری اسی رائے اور تدبیر کو قبول کرو اور پرو  
 ہوجاؤ لیکن ایسا کہا جائے کہ ایسے تجویزوں پر عمل کرنے سے بہت سے فوائد  
 پاو گے پہلا اتنا تو ہوگا کہ تمھاری کوشش تربیت عام اور علوم کے رواج  
 میں تمام دنیا پر ظاہر ہو جائیگی اور تمھاری گمنامی دور کرنے کے واسطے بہتر  
 تجویز میرے ذہن میں آتی سو یہ بھی کہ آپ لوگ ایسے علوم اور فنون سیکھوانے  
 کی کوشش کرنا کہ اب کے بنی آدم جو ہمارے زمانے میں اس کرہ زمین پر  
 بستے ہیں سوائے خواہش اور ضرورت رکھتے ہوں اور اب اس  
 رواجی علم کے نسب سے دنیا میں بہرہ مند اور مستغنی اور دولت والے  
 ہوا کر دنیا دور روزہ چین اور آرام و آسودگی سے کاٹو



یہ خیال میرے دل میں دو برس سے ہی اور میں روز روز یہی خیال  
 کرتا تھا کہ کس طور سے اس بات کو عمل میں لاؤں اور توقف کرتا تھا  
 اسی امید سے کہ کوئی سردار تمھارے میں سے اس بات پر متوجہ  
 ہووے اور خود آپ سے آپ اسکو شروع کرے لیکن میں اتنا  
 اس بات کے انتظار ہی میں رہا کوئی صاحب اس کام کا آغاز  
 فرمائے اسلئے میں آپ صاحبوں کو تصدیق دیکر امیدوار ہوں کہ میری  
 اس امید کو بر لانے میں کوشش فرمادینگے

اب ایک کتابخانہ عمدہ اور معقول اور پسندیدہ اہل اسلام کا تیار ہو گیا ہے  
 جس میں کثرت کتابوں کی اور شرکاء کے عدد کی بہتایت اور معقول  
 آمدنی اور ایک مدرسہ یعنی مدرسہ اعظم ایک ہزار روپیہ کے  
 ماہوار کے اخراجات سے حضور نواب کرناٹک کے سخاوت  
 سے مقرر ہو گیا ہے پن اور ایک کارخانہ کی ضرورت ہی یعنی  
 رزل کھری میں ایک جماعت ہونا جس میں ایسے لوگ ہوں جو حدیث میں

علم سیکھ چکے ہوں ویسے لوگ وہاں اگر علوم اور فنون کا مذاکرہ اور بحث  
 آپس میں کیا کریں تو روزِ علم کے مباحث سننے سے باز نہ آئے علمی مسائل  
 جو فضلا جہاں کے ذہن کی چالاکی سے نکلے اور نکلے جاتے ہیں سنیں اور دیکھیں  
 دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ویسے فضلا کو تقریر اور بیاں سے مذاکرہ اور مباحثہ علمی کی  
 کثرت اور اپنے مافی الضمیر ادا کرنے کی عادت ہو جاگی

اب میری تجویز تو بیاں کر چکا ہوں آپ سردارانِ عمل میں لانا اور نہ لاموت  
 سے مانعیت بجای خود کر دیم روزِ کارے دیں سب بردیم  
 بالفور صاحب بہادر اپنے اس تقریر کو تمام کر کر بیٹھتے ہی سب سرداران  
 ایک آواز ہو کر اس تقریر اور تجویز کو پسند کئے اور سرگنداری کرنے لگے کہ بالفور  
 صاحب بہادر کیا رسوخیت اور خلوص سے ہمارے بھلائی کے فکر میں مشغول  
 ہیں اور نیچے لکھے ہوئے قانات قبول کئے

## تجویزات

۱۔ تجویز اول بالفور صاحب بہادر کی ایک جماعت علم و ہنر کی مباحثہ و مذاکرہ

بہادر کے واسطے منعقد ہو پسند کے محمد خیر الدین بھادراور عثم والدہ

عسک۔ نام اس جماعت کا مجمع علم و ہنر تھری

تاریخت کے واسطے اس مجمع کا ایک حامی اور ایک میر اور چھ میرثانی اور ایک ہستم اور نمیناں ہو دیں اور اس مجمع کے امور کی سربراہی ایک محفل کے معرفت سے ہو جسکے ممبر چھ ہو دیں ایک میر اور ایک ہستم ان میں داخل اور یہ محفل اپنا میر مقرر کر لینگے لیکن مجمع کل کا ہستم یعنی کار و ما اس محفل کا ہی ہستم اور شریک رہیگا

لئے ہر مہینے میں میر اول بدل جاوے اور اسکے چارے دو سر امیران میرثانی میں

سے اول تھرے باری باری سے اور میر اول میرثانی اسی طرح دو در تسلسل

۴۔ ہر جلسے میں ایک میر یا اسکے عوض میں میرثانی سربراہی کے واسطے سے

حاضر ہے خواہ وہ مجلس شاورے کی ہو یا مذاکرے کی۔

۵۔ ہر صاحب جو علم کی رقی کا شائق اور شہرہ دینے میں ہنر کے مالک ہو

اپنی درخواست طرز ذیل ہستم کے نام سے اس مجمع کا ممبر ہونے کے واسطے

اگر دیوے تو اہل جمع کے قبول کرنے کے بعد اس مجمع میں داخل ہونے کی اجازت  
ملیں گی

۱۰۔ اس جماعت کا غایت مقصد علم و ہنر کا افادہ اور استفادہ۔

۱۱۔ میزبان کو اختیار ہے کہ سوائے مقدمہ دیں کے علم و ہنر کی تقریر جو ہر اپنے  
خوشی موافق بیاں کریں یا کہ اوپر تا ہر شخص اپنے ہم محفل کے بیان سے فائدہ پاوے۔

۱۲۔ اس مجلس میں پولیٹیکل اکیڈمی یعنی امورات ملکی کے تعلیم اور اسکا  
بحث ہوگا بغیر مداخلت دینے کے امورات جاریہ دولت میں۔

۱۳۔ شرکا سے وعدہ زیادہ نہیں ہوا اس میں۔

۱۴۔ اس مجلس میں تقریر کرنے والا اپنا بیاں تحریر میں لاکر پڑھے اور

دوسرے شرکا اس تقریر محرر کی مدد یا نظریں تقریریں کریں تو ہو سکتا ہے

بدون تحریر کے اور وہ بیاں محرر اس کا رخاںہ میں دے دالتے تا دوسرے

شرکا کے بھی مطالعہ میں آتا رہے وقت پر۔

۱۵۔ یہ محفل ہر ہفتے میں ایک بار منگل کے شام کے چار گھنٹوں کو ہوگا۔

۱۲۰۔ جو شخص اس مجلس میں داخل ہوا چاہتا ہی ہو پہلی شرکت کے

واسطے ایک روپیہ عطیہ دیکر داخل ہووے اور ماہوار دو آنے کاغذ اور

قلم اور روشنائی اور دوسرے ضروریات مجلس کے سہرا ہی کے لئے

۱۲۱۔ اگر کوئی شخص فاضل معروف محتاج یا مسافر اس محفل کے شریکوں

کے سوا اس محفل میں تقریر کرنے یا سننے کے لئے آئے چاہا تو اسکو

اجازت دئے جاوے موافق قانون کے اور وہ شخص بغیر پیسے دینے کے

آوے لیکن آنے مارے کو رعایت کرنا ضروری ہے۔

۱۲۲۔ اگر دیا شخص ہمیشہ آئے چاہا تو چاہئے کہ شریک محاسب

۱۲۳۔ درخواست کئے جاوے کہ انجانہ کابر ادا لان اس مجلس کے واسطے

ستعار لے۔

۱۲۴۔ ایک سب کمیٹی مقرر ہووے ان قواعد میں نظر ثانی کرنے کے واسطے

اس مجلس کے ارکان مولوی میرزا عبدالباقی خان صاحب اور احمد علی خان صاحب

اور محمد خیر الدین خان بہادر مقرر ہوویں

رحمہ۔ آتے سو مشکل کے چار گنتے کے وقت ایک جلسہ ہونا محفل ثانی کی پو  
سننے کے واسطے۔

لوٹے۔ کار فرما کی خدمت پر ایک صاحب مقرر ہونا۔

عے قاذبات تھرائے بعد مجلس کے طرف سے بالفور صاحب بہادر کے شکر میں  
محمد خیر الدین خان بہادر نے یوں اظہار کئے کہ ہم بالفور صاحب بہادر کی  
اس احسان کا عوض اور ایسے عنایت کے شکر کداری کیا کر سکتے ہیں جو  
بہادر ہمارے بھلائی میں اور خیر خواہی میں صمیم دل سے متوجہ ہیں اور  
اپنے اوقات عزیز کو ہم لوگ کے خوبی اور افادہ میں خرچ کرتے ہیں سو  
دعا اور تعریف اور شکر یہ کے چند الفاظ کے ہم سے اس کا بدلہ نہ ہو سکا  
بعد تمام ہونے تقریر اور تجویزات کے چھ کتے بجے اور چراغ میز پر لا کر دہرے  
تو بالفور صاحب بہادر اور محمد خیر الدین خان بہادر اور حاجن خان بہادر  
چراغ کے جلنے اور دہواں اور کولسا اور اسبن اور نور اور شیشہ کی صفائی  
اور کسافت اور ہوا کی بوجہ اور فوارہ کے سبب رجحان بند

مرقوم

۲۶ صفر سنہ ۱۲۷۰ ہجری مطابق

۲۹ نومبر ۱۸۵۴ء عیسوی

دستخط میر مجلس

میر عبد الباقی خان

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان

# روداد جمع علم و ہنر کی

جو چوتھی دسمبر ۱۸۵۳ء عیسوی روز شنبہ میں چار گھنٹوں کے وقت منعقد ہوئی سو عیدی ورد بالفور صاحبہا کے گھریں محفل گذشتہ کے ۸ تجویز کے موافق

## حضر

میر محمد علی خان صاحبہ	سالار الملک بہادر	میر عیدی ورد بالفور صاحبہا
مولوی میر عبد الباقی خاں صاحبہ	سراج الدولہ بہادر	محمد خیر الدین خان بہادر
اعتماد الدولہ بہادر	منوچنگ بہادر	مستقیم حیدر بہادر

احمد علی خان صاحب

تجویز اول میر بالفور صاحبہا درپسند کئے گی تمام حضار سے کہ سراج الدولہ بہادر اس جلسے کے میر ہوئیں

تجویز دوم جلسہ گذشتہ کے تجویز ان جو ایک محفل ثانی کے نظر کرنے کے واسطے رکھے گئے تھے سو بار ثانی اسکو دور سے میں بھیجا جاوے تا ارباب مجلس کے نظر اصلاح سے گذرے



تجویز ہوئی کہ جلسہ آئندہ میں جو آئے تو منگل کے شام کے چھ گھنٹوں کو  
 عیدی و روز بانفور صاحب بہادر کے گھر میں ہووے اور بالفور صاحب بہادر  
 اول علم ہیئت یا اور کسی علم کے باب میں تقریر فرماوین تا عادت جاری ہو  
 تجویز محمد خیر الدین خان بہادر کی اور پسند کے لگی  
 تمام سرداروں کی کہ سراج الدولہ بہادر کا شکریہ واجب ہی جو وہ بہادر  
 بہر بانی سے میر محلبی کی خدمت کی اچھی سربراہی دے رہے ہیں  
 اس تجویز موافق انکا شکرا دیا گیا۔

دستخط میر محلبی

سردار جنگ

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان

# میسری روداد جمع علم و ہنر کی

جو گیارہویں ربیع الاول ۱۲۷۴ ہجری موافق تیرہ دسمبر ۱۸۵۲ عیسوی روز  
شنبہ میسر عہدے ورد و بالفور صاحب کے گھر میں جمع ہوئی سو

## حضر

مولوی میرزا عبد الباقی خان میسر عہدے بالفور صاحب میرزا محمد علی خان  
اعتماد الدولہ بہادر محمد نیر الدین خان سراج الدولہ بہادر  
جانبھان خان بہادر

عہدہ — تجویز ہوئی کہ مولوی میرزا عبد الباقی خان بہادر اس مجلس کے

میر ہو دیں

عہدہ — تجویز ہوئی کہ گذشتہ ہفتوں کی روداد آج کے محفل کے

تبدیلیات سمیت اس مجمع علم و ہنر کے اصل قانونات سمجھا جائیں  
اور قیثون مجلس کے تجویز کئے گئے سو قانونات کو باہم جمع کر کے ایک

کاغذ میں لکھنا

تا۔ تجویز جن قانونات پر کہ فیصلہ ہو چکا ہی انکو اور تینو محفل کے روبرو  
کو سوای رد بدل بحث تکرار کے ایک رسالہ میں جمع کر کر چھپوانا دوسرے  
تک اور ایک خط شرکت کے دعوت کا بھی چھپوانا

۱۱۔ تجویز اس مجلس کے شرکاء میں اکثر جوان لوگ کو داخل کرنا

۱۲۔ تجویز آتے سو منگل کے تین گھنٹوں کے وقت محفل منعقد ہونا

۱۳۔ یہ سب تجویزات تھر چکے بعد سب مجلس مستر عیدی و روزِ بالفور  
صاحب بہادر کی شکر گذاری کرنے لگے

۱۴۔ تجویز ہوئی کہ محمد خیر الدین خان بہادر اس مجلس کی ہستی یعنی

کار فرمائی کی خدمت کو مہربانی سے قبول کرے بعد میں محفل مولوی سیرا

عبدالباقی خان بہادر کی شکر گذاری ادا کئے گی کہ وہ صاحبِ تجویز مجلس

کی سربراہی دئے اور بعد بالفور صاحب بہادر برسات کے سب اور

حقیقت و مابیت میں پسند تقریریں کئے

دستخط میرزا محمد

میرزا عبدالباقی

دستخط کارفرما

محمد خیرالدین خان

قائوماتِ جمیع علم و ہنر کے موافق تجویز میں محفل کے اور  
لکھے گئے تیسرے محفل کے پچاس تجویز موافق

۱۔ ایک جماعت علم و ہنر کے باعث و مذاکرہ کے واسطے منعقد ہو

۲۔ نام اس جماعت کا جمیع علم و ہنر تھوڑا ہے

۳۔ عزت کے واسطے ان جمیع کا ایک حامی اور ایک سرجمع اور

چھ میزبانی اور ایک ہتھم اور ممبران ہوویں اور اس جمع کے امورات  
کے سربراہی ایک محفل کے معرفت سے ہووے جس کے ہر چھ ہوویں ایک

میرا اور ایک ہتھم انہیں داخل اور یہ محفل اپنا میر مقرر کر لینگے لیکن جمع کل

کا ہتھم یعنی کارفرما اس محفل کا بھی ہتھم اور شریک رہیگا

۴۔ ہر چھ میں میرا دل بدل جاوے اور اسکے جائے پر دوسرا

ان میزبانی میں سے اول تھرے باری باری سے اور میرا دل میرا

اسی طرح دو تسلسل

۵۔ ہر جلسے میں ایک میرا اسکے عوض میں میرا میزبانی سربراہی کے

واسطے سے حاضر ہے خواہ وہ مجلس شاہدہ کی ہو دے یا نہ کرے

۱۔ ہر صاحب جو علم ہنر کے ترقی کے شایق اور شہرہ دینے میں مہر کے مایل ہو دے اپنی درخواست طرز ذیل پر مہتمم کے نام سے اس مجمع کا ممبر ہونے کے واسطے اگر دیوے تو اہل مجسمہ کے قبول کرنے کے بعد اس مجمع میں داخل ہونے کی اجازت لینگی

### طرز درخواست

خدمت میں کار فرمائے علم و ہنر کے التماس یہ ہے کہ عاصی شایق علم و ہنر کا ہی آرژور کتبائی کہ واسطے استفادہ کے داخل جمع موصوفہ ہو دے

امید کہ اہل جمع قبولیت سے اسکے عاصی کتیں ممنون فرمائیں گے

۱۔ اس جماعت کا غایت مقصد علم و ہنر کا افادہ و استفادہ

۲۔ ممبران کو اختیار ہے سوائے مقدمہ دین کے علم و ہنر کی تقرر جو ہوا اپنے خوشی موافق بیان کریں یا کراویں تا ہر شخص اپنے ہم محفل کے

بیان سے فائدہ پاوے

۱۔۔۔ اس مجلس میں پولیٹکل ایکٹو بھی یعنی امورات ملکی کے تعلیم اور اسکا بحث ہوگا بغیر مداخلت دینے کے امورات جاریہ دولت میں

۲۔۔۔ شرکا سے وعدے زیادہ نہ ہوں اور این میں

۳۔۔۔ اس مجلس میں تقریر کرنے والا اپنا بیان تحریر میں لاکر پڑھے

اور دوسرے شرکا اس تقریر تحریر کی مدد یا نظیر میں تقریریں کریں تو ہو سکتا ہے بدون تحریر کے اور وہ بیان محرر اس کا رخا نہ میں دے دے گا

۴۔۔۔ دوسرے شرکا کے بھی مطالبہ میں آتا رہے وقت پر

۵۔۔۔ یہ محفل ہر ہفتے میں ایک بار منگل کے روز ہوا کرنگی

۶۔۔۔ جو شخص اس مجلس میں داخل ہوا چاہتا ہے سو پھلے شرکت کے

واسطے ایک روپیہ عطا دیکر داخل ہو دے اور ماہوار دو آنے کا غذا

قلم اور روشناسی اور دوسرے ضروریات مجلس کے برابری کے لئے

۷۔۔۔ اگر کوئی شخص ناصح معروف محتاج یا مسافر اس محفل کے

شریکوں کے سوا اس محفل میں تقریر کرنے یا سننے کے لئے آئے

چاہا تو اسکو اجازت دے جاوے موافق قانون کے اور وہ شخص بغیر

میسے دینے کے آوے لیکن آنے مارے کو رعایت کرنا ضروری

ہے۔ اگر ویسا شخص ممشیہ آئے چاہا تو چاہے کہ شریک ہووے

حب قانون

درخواست کئے جاوے کتابخانے کا براداران اس مجلس کے

واسطے مستعار ملے

اس مجلس کے شرکاء میں اکثر جوان لوگ داخل ہونا

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان



تقریر عیدِی و ردِ بالفور صاحبِ سجاد کی برسات اُسکے

سبب اُسکے فائدہ اُسکے مقدار اُسکے موسم میں  
 اگر تم کسی باسن میں پانی رکھیں یا اگر کسی نشیب میں پانی ہووے تو  
 دو تین روز کے عرصے میں وہ پانی اُسکے مقدار کے موافق سب  
 جاتا رہتا ہی اگر تم مجھ سے پوچھیں کہ اُس باسن یا نشیب کا پانی کہاں  
 گیا تو میرا جواب یہ ہی کہ وہ پانی پانی پن کی حالت چھوڑ کر بخار کی  
 حالت قبول کیا اور ہوا میں مل گیا عام زباں میں اسطور کے استحالہ  
 کو پانی اُڑ گیا کھتے ہیں اب جانو کہ ہوا میں ہمیشہ پانی کا بخار رہتا  
 کبھی کبھی کم کبھی کبھی زیادہ لیکن کچھ بھی نمی ہوا میں ہمیشہ رہتی ہی جیسا  
 بخار ہو کر زمیں سے اُڑ جاتا ہی وہ بخار اپنی سبکی کے سبب سے  
 اسماں کے جانب چرتا اور وہاں تھنہ سی ہوا ملنے کے باعث پھر منجمد  
 ہوتا اور نظر میں آجاتا جب تک بخار کی حالت میں رہتا تب تک

نظر نہیں آتا کیونکہ بخار شفاف ہی اور وہ بخار مائل جب تک تھخہ  
 منجمد نہ ہووے تب تک نظر نہیں آتا اور تم بار بار دیکھے ہونگے کہ تھخہ کالے  
 میں دن کے وقت ہوا صاف اور شفاف نظر آتی رہتی ہے لیکن آفتاب  
 غروب ہوتے ہی تمام زمیں کے اوپر بستر کے طور پر دو تین گز کی اُچھاٹی  
 تلگ دہواں سانمود ہو جاتا اُسی کو تم ابر کا اترنا کہتے ہیں لیکن اسکا  
 سبب فقط یہ ہی کہ آفتاب رہتے تلگ جو نمی کہ اسنے گرمی سے  
 تمام دن بخار کی حالت میں رہنے کے سبب سے صاف اور شفاف تھی  
 سو آفتاب غروب ہوتے ہی رات کے تھخہ سے وہ بخار منجمد ہو کر دہواں  
 سانمود ہوتا ہی اور اس دلیل سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فجر کا وقت  
 بہت سویری آفتاب طلوع ہونے کے آگے تھخہ کالے میں دیکھنے مارے  
 کو ایک دہواں سا ابر بار بار زمیں کے سطح پر نظر آتا لیکن آفتاب کی گرمی  
 اسپر لگتے ہی یہ دہواں سا ابر غیب ہو جاتا اور ہوا پھر شفاف ہو جاتی  
 ہی ہوا کی نمی مانپنے کے واسطے ایک اوزار بنا ہی اسکا نام یونانی

زبان میں سبکرا مٹر رکھے ہیں اور اس سے معلوم کر لے سکتے ہیں کہ ہوا میں  
 فلا نے وقت نمی کتنی ہی اور اسکے نام کی معنی یہی نمی ماننے والا ہی بہ  
 نمی ظاہر ہوتی ہی دو تین طور میں پہلی طور میں ابر کا آرنابیاں ہوا دوسرا  
 طور اسکے نمود کا شبیم ہی اور شبیم پیدا ہونے کے واسطے چاہیے  
 کہ نمی کا مقدار ہوا میں زیادہ ہووے اور یہ وہی کہ رات کی سردی دن  
 سے زیادہ ہووے جانو کہ جتنے اشیاء دنیا میں ہیں سب کو گرمی قبول  
 کر نیگی اور اپنی ذات سے گرمی کے خارج کرنے کی طاقت ہی بعضے اشیاء  
 جلدی سے گرمی قبول کرتے اور بعضے جلدی سے اپنی جوہر کی گرمی خارج  
 کرتے اب سمجھئے کہ اسوقت ہوا میں نمی بہت رہے اور وہ چیزیں جو آب و بخار  
 گرمی جلدی سے خارج کر دالتے ہیں جیسے لکڑی گھانس یا چھار کے پتے یا  
 پشم یا بال وغیرہ جو یوں اپنی گرمی خارج کرنے سے رات کے وقت  
 بہت تھکے ہو گئے ہیں اور وہ ہوا جو ان سے متصل ہے سو بھی اسوقت  
 تھکے ہو جانے سے اس میں ہی سو نمی منجمد ہو کر اس تھکے چیز پر قطرہ

قطر و جمع ہوتی ہے اسی کو شبِ بزمِ بولتے ہیں تیسرا طور ہوا میں ہے سوئی نمود  
 ہونیکا برسات ہی آگے میں بیاں کیا ہوں کہ پانی جو روی زمین پر ہے سوا  
 بخار کی حالت قبول کرنے کو مستعد ہی تمام غریبوں سے اور تمام دریاؤں  
 سے اور تمام مالاہوں سے اور تمام روی زمین سے رات و دن میں اللہ تعالیٰ  
 کے قدرت سے پانی اُترتا جاتا اور آسمان کی بلندی میں جرتا جاتا ہی  
 وہاں کی ہوا بہت تھندی ہونے کے سبب سے وہ بخار مائی پھر منجھ ہو کر  
 وہاں ابر بنتا ہی اب جانیو کہ وہ پانی بخار کی حالت میں اوپر چرتا اور وہاں  
 منجھ ہو کر ابر کے صورت میں پھر ظاہر ہوتا سو گویا ایک طرح کا حوض ہی  
 جسکے معرفت سے اللہ تعالیٰ پانی کو نمِ جگوں سے خشک جگوں کو لپیٹتا  
 کہونکہ یہ بادل ایک جگہ قائم نہیں رہتے ہیں بلکہ ایک جا سے دوسرے جا  
 دور سے پھرتے تھوڑے روز کے بعد جب زمین پر سے آسمان میں پانی  
 خوب جمع ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ اپنے قدرت سے اُن بادلوں کا حوض کھولتا اور  
 انکا پانی اپنے رحمت سے زمین پر برسات کے حالت میں اُترتا ہی

بادلوں سے برسات برتنے کے سبب میں حکما کو کام ہی بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ جب دو بادل نزدیک آتے اور دونوں میں الکتری سستی یعنی بجلی کی خاصیت کے مقدار کا فرق ہو دے تو اسی فرق کے سبب سے ان دونوں بادلوں کو اپنے پانی سمیٹنے کی طاقت نہیں رہتی اور وہ کشش ثقل جاتی اور انکا پانی زمین پر قطرہ قطرہ بہا کر کے طور پر آجاتا ہی

بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ بادل میں پانی نہیں ہی لیکن وہاں کا دھواں سا ابر پانی کے عناصر یعنی مہدِ جن اور اگ سے جن کا مجمع ہی اور جب الکتری سستی یعنی بجلی کے خاصیت کا ایک تار اس مجمع کو لگتا ہی تب سے دونوں عناصر باہم ملتے تو پانی بنتا اور برساتا ہی بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ ابر تحقیق پانی ہی جو بخار کے حالت سے ذرا سا منجمد ہوا ہی اور آسمان میں رہتے وقت اگر کچھ تھنڈی ہوا ابر پر لگی تو وہ نیم منجمد بخار پورا منجمد ہو کر پانی بنتا اور برساتا ہی اور دوسرے حکما سمجھتے ہیں کہ ابر میں پانی تحقیق ہی لیکن اسکے مادے کے بیچ میں اتنی کشش ہی کہ وہ بچے نہیں گرتا لیکن اگر گروہ

ابر آسمان میں دوڑتا سو وقت کسی مخالف بارے سے ملے تو وہ مخالف  
 بارے کے ملنے سے اسکے مادے میں تھی سوکھش قوت تی اور اسکا  
 پانی برسات کی شکل میں گرتاں باتوں میں کونسی بات درست ہی ہو  
 اللہ تعالیٰ کو معلوم لیکن کبھی بعضے اور کبھی سب بھی درست ہوتے اگرچہ  
 حکم اختلاف ہی لیکن ایسا تجربے سے ظاہر ہوتا ہی برسات کے موسم  
 میں تھندی ہوا آسمان کے ابر سے لگنے سے پانی کی برسات زمیں پر آتی تو  
 اسکے آنے کے طور میں اور اسکے مقدار اور اسکے فوائد میں اب ذرا بیان

کرتا ہوں

# نقش بابل کا



تمہارے میں بہت لوگ ہیں جو برسات کے پانی کو بہت مایہ ناپنی جانتے  
 ہیں لیکن برسات کے پانی میں ہمیشہ کچھ آئینش رہتی ہی جیسا کچھ اگر  
 برسات دریا و درمی ملکوں میں ہووے تو ہمیشہ تھوڑا سا نمک برسات  
 کے پانی میں ملا رہتا ہی اگر شہروں کے بیچ میں گرے وہاں اور  
 دوسرے غلاظت سے جو آبیادیوں سے ہوا میں چرتی ہی آئینش پاک  
 کرتا اور یہ بھی ایک طور کی ناپاکی ہی جو اکثر برسات سے ملی رہتی سو  
 کاربانک اسد یعنی کولیسکائیز آب ہی جو اکثر برسات کے پانی میں ملکر  
 پرگرتا کاربانک اسد ایک شفاف جسم ہی ہوا کے سیر کا جو ہمیشہ رو  
 زمیں پر مٹی سے اور حیوانات اور نباتات سے پیدا ہوتا ہی اور یہ  
 ہمیشہ ہوا میں چرتا رہتا ہی لیکن وہ کاربانک اسد نئے نباتات و  
 بہت مفید ہی اور برسات گرتے سو وقت اسکے قطروں کے سات و  
 کاربانک اسد سے ملکر زمیں پر آتے ہیں اور سب ملکوں میں اور تھوڑے  
 موسموں میں برسات کا پانی ذرا سا وہ اور خالص رہتا ہی کہونکہ بڑی دھوا



سے گرد اور دوسری غلاطت اور رطوبت ہوا سے ملتی اور ان ایام میں  
پانی گری تو نہیں رہتا اور برسات کے پانی کے ساتھ تھوڑا لہا بھی گھلا ہوا  
رہتا ہے لیکن حکما کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آتا ہے جن ملکوں سے پانی  
بخار ہو کر بہت اُڑا کر تا ہے پھر انہیں ملکوں میں برسات نادر اور کم ہوتی  
ہی کہنہ کی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کہ اگر پانی بخار ہو کر اڑتے سوزمینوں  
پر ہی پھر برسات کے حالت میں گرا ہوتا تو یہ ہم جگہوں پر پانی بہت بڑستا  
اور خشک جگہ ویسے ہی خشک رہتے یا کم پانی بڑستا سو وہ خشک جگہ  
زراعت کے قابل نہ ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ کے قدرت سے پانی نہ یوں  
وغیرہ بخار کے حالت میں آسمان کو چڑھ کر وہاں بادل جو بنتا ہے سو بارے  
کے زور سے دور ملکوں کو جاتا ہے اور وہاں اپنا پانی نیچے گرا دیتا اور وہاں  
کی زمیں کو تر کر تا مثلاً بنگالے کے خلیج سے جو درہس کے کنارے لگتی ہے  
جو پانی کہ دھوپ کالے میں بخار ہو کر اڑ گیا تھا نو مبر کے مہینے میں تمام کرنا  
اور حیدر آباد اور میور میں برسات ہی اور وہاں کے ملکوں کو آباد کرنا اسکو

اللہ تعالیٰ کی مہربانی جانو کیونکہ بدوں ایسے کچھ حکمت کے اکثر کرے دنیا کے خشک  
 بیابان رہتے برسات کا مقدار مختلف جگہوں میں مختلف ہی پانی کا مقدار  
 جو ملکوں میں گرتا ہی سو تھوڑے باتوں پر موقوف ہی یعنی ملک میں برے  
 پہاڑ ہوں پو پانیکا بخار جو بارے سے آسمان میں چلتا ہی پہاڑ کے اوپر اور  
 داس کوہ پر لگنے سے منہج ہوتا اور برسات بنکر گرتا دوسرے ملکوں میں جہاں  
 ہوا بہت خشک اور گرمی بہت ہی اگرچہ آسمان میں بادل رہتا ہی اور بار بار  
 وہ بادل توڑتے اور پانی کو گرا لے یاں ہوتے تو بھی بادل سے برسات تھوڑا  
 نیچے اُترتے ہی آسمان کی گرمی اسکو پھینکار کے حالت میں بدلا دیتی اور  
 خشک زمیں پر پانی پرتا نہیں یہے ملکوں میں جیسے عربستان کے بیابان  
 اور مصر کے بیابان اور سند اور دوسرے بیابان جہاں مسافراں بار بار  
 یہ عجیب تماشا دیکھتے ہیں کہ بادل آسمان میں ہی اور بادل سے بھی پانی  
 گرتا ہی لیکن ایک بوذ بھی زمیں پر جو خشک اور چلی سہ کی ہی نہیں  
 گرتا یہ تماشا دیکھنے سے تماشا بین کے دل میں کسی شاعر کی بیت یاد آتی

۱۔ خاک برابر کی زگشت خراب رفت بد زیادہ زور کشت آب جن ملکوں  
 میں بہت سے جھاراں رہتے ہیں سو اکثر وہاں زیادہ برسات پڑتا اور اگر  
 کوئی ملک میں جہاں عام بار اکوڑی دریا سے آتا ہی تو بہ نسبت دوسرے  
 ملک کے جیسے اسیا بار انہیں چلتا بہت پانی گرتا ایک تیار ہی اسکا نام پلو  
 یعنی برسات کا مانپ جس حکمانے برسات کا مقدار جو ہر ملک میں کتنا  
 کرتا ہی سو مانتے ہیں اُسے ہر ملک کے برسات کا مقدار معلوم ہوتا ہی  
 مگر اس کا برسات سالانہ آرمائی قدم ملک ہی یعنی تیس انگل لیکن یہ  
 کرناٹک دریا و ردی ملک ہی اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خوب بھرتی لیکن  
 پراتے ملکوں میں جیسے بلہاری جیسے درختاں بہت کم اور بہاراں کچھ  
 نہیں ایک سال میں فقط دس بار انگل پانی گرتا ہی برخلاف اسکے گیناؤ  
 اور کوریاں خذراور برما اور مبی میں جن ملکوں پر جنوب کے موسم کے  
 بارے میں پانی گرتا ہی برسات کا مقدار دس سو انگل دو سو انگل آرمائی  
 سو انگل کرتا ہی بلکہ برما میں ایک ملک ہی جہاں ایک شہر ہی وہاں کے

لوگ کے بولنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سو انگل کا برسات دناں گرتا ہے اور برسات  
 کے گرنے کے مختلف طور ہیں اگر برے بھندے پر سے آوے تو یا کسی تھندی  
 ہوا کے چمچ میں سے گرے تو تھنڈا رہیگا بعضے ملکوں میں اکثر سال برسات  
 ہوتی باریشوں کے جزیرے میں گیارہ مہینے تلک پانی برساتا ہے یسروطن  
 میں بھی یعنی انگلستان میں ایک سال میں دھلت پانی کے دناں ہیں اور  
 فقط ایک ثلث خشک فارس کے جنوب میں برسات بہت کم ہوتا اگرچہ  
 آبادی خوب ہے کیونکہ شینم اور اوسن بہت ہوتے برسات کا عجیب تاشا  
 ہوتا کبھی کبھی پانی زمیں پر گرتا اگرچہ آسمان میں بادل نہیں رہتا ہی اسکا بیان یہ  
 ہے کہ نیچے کی ہوا کی نمی وہ جو زمیں کے متصل ہی یکایک تھنڈا ہو دوسرے کچھ  
 سبب سے منجمد ہوتے اور گرتے ہی برسات کی زیادتی سے نقصان بھی ہوتا اگر  
 زمیں شیب پر ہو یا زمیں چکنی مٹی کی ہو اور بہت برسات اسپر آوے تو  
 جہازاں اور جڑی بوٹیوں کے جڑاں ستر جاتے جسے بہت بد ہوا نکلتی ہے  
 اور باشندوں کو تپ اور پیش اور دوسرے بیماریاں ہلاک کرتا ہے اگر

زمیں ذری او بخی رہے یا بالوکی تو اتنا کچھ نقصان نہیں ہوتا ہی کہو کہ گرتا سو برسات  
 جلدی شیب میں بجاتا یا بالو میں جرتا رعیت کو پانی گرنیکا وقت ہمیشہ  
 فکر کا سبب ہی اگر اسکے اناج پیرنے کے آگے تھوڑا برسات پڑے تو اسکی میں  
 نم اور تھنڈی ہوتی اور اناج پیر کر اسکا موڑا گنے کے وقت پانی کبھی کبھی پڑنے  
 سے اسکو بہت فائدہ ہی لیکن برخلاف اسکے اگر اناج ڈالے بعد برسات شدت  
 سے گرے تو بیج زمیں سے اگھڑ جاتا اگر پھول نکلتے وقت بڑا پانی گرے تو تمام ہول  
 گر جائے اگر پہلے کچھ سو وقت پانی بہت گرے تو تمام اناج کے کاٹیوں کو نیچے  
 سلامت رعیت کا نقصان بہت ہوتا اور ایک سال کی محنت اسکی ضایع ہوتی تاہم  
 برسات اللہ تعالیٰ کی رحمت جانا چاہئے بدو نہی کے کچھ چیز بھی نکلتی نہ آگ سکتی  
 اگر کو تک میں برسات نہ آوے تو اور شبنم کی نمی اور زمینی مالوں سے زراعت  
 بھی نہ ہو تو ایسے لمکاں دیہاں رہتے ہیں برسات سے ایک بڑا فائدہ ہوتا  
 یعنی اسکے پرنے سے چہرے پیدا ہوتے کر کر برسات اگر سے تو چہرے نہوتے  
 چہرے نہوتے تو ندی نہوتی اگر تم سے پوچھیں کہ درخت اور پہاڑوں کے

ملک میں زیادہ پانی کا ہیکو پڑتا ہی اسکا سبب یوں ہی کہ جب ہوا زمین  
 کے سطح پر چلتی ہے تو اس ہوا کی نمی زمیں کے گرمی سے بخار کے ہی  
 حالت میں رہتی ہی پن چلتے چلتے کسو پہاڑ کو پہنچے تو اسکے دامن پر  
 پڑنا شروع کرتی ہی اور پہاڑ کے سر کو پہنچتے ہی وہاں کی سردی سے  
 تھنڈی ہوتی ہی اور اس ہوا کی نمی منجھ ہو کر برسات کے قطرے گرتے

اسی سبب سے اکثر کوہستانوں میں برسات زیادہ رہتا

اس جگہ میں کوہ کے نوک پر ہوا میں ہے سو پانی کا منجھ ہونے کا نقش کھینچ کر  
 اسکے وہاں گرنے کا بیاں کیا

# نقشہ ہمارا



جہاں ہی کے ملکوں میں زیادہ پانی گرنیکا سبب ہم ہی آگے بیان کیا ہوگا  
 کہ درختاں اور جھاڑ کے پتے اور گھانسن وغیرہ اپنی گرمی خارج کرنے کا  
 بیستہ میں ہی اسلئے جھاڑ کے پتے وغیرہ اکثر تھنڈے رہتے اور بہتی  
 سمجھو ان پر لگی تو اسکی نمی منجمد ہو کر ربات کے قطرے سے گرتی اسکی دلیل  
 تم خود بار بار دیکھے ہوں گے تحقیق ہی کہ تم بہت کم سفر کئے اور پہاڑوں  
 میں تماشے جو ہونے سو کبھی نہیں دیکھے لیکن درخت کے منجمد کرنے کا تاشا  
 تم بار بار دیکھے ہوں گے گئے سارا ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز صبح کے  
 وقت جب میں اپنی نوکری کو باڑی کاٹ کو گیا تھا تب بڑی اوس نمی  
 لیکن ربات کچھ نہ گرتا تھا سو اسے پارس میں پہلے کے تھاروں سے انکے نیچے  
 گزرنے میں میرا کپڑا سبٹھیکا پانی کے قطرے سے جو گرتے تھے  
 جھاڑ کے پتوں سے جیسرا اوس لٹ کر منجمد ہوتی تھی۔



## نقش چهارک



تم سنئے ہو گے کہ ماہی کا برسات بھی کبھی ہوا ہی بھی تحقیق اللہ تعالیٰ کے عجیب

قدرت سے ہی اسکا بیاں یوں ہی کہ کسی دریا پر بڑا طوفان ہوا ہوگا جسے

اسکا پانی اور اسکے اندر ہیں سو مچھلیاں اوپر کھینچے جا کر درمکلوں پر پڑے ہوں گے

اور کبھی آدمی کے خوراک کا بھی برسات ہوا ہی اسطرح سے کہ کسی ملک میں

جہاں ایک طور کے جڑی کڈے شعلہ مہری کے مانند پیدا ہوتے ہیں سو ویسے

ہی تند طوفانی ہوا سے اپنی جابی سے اٹھ کر ہوا کے ساتھ اوپر چڑھ کر دوسرے

مکلوں میں پھر گرے ہیں اسی طور پر منڈک برسات اور چوہوں کا برسات بھی

کبھی کبھی ہوا ہی اور کبھی آگ کا برسات بھی ہوا ہی اسکا سبب برسات کے ساتھ

جبل کرنے سے مقرنی بہ نقشہ کھینچ کر بیاں کہے کہ کسی سبب سے جب پانی کو تہام کھینچی

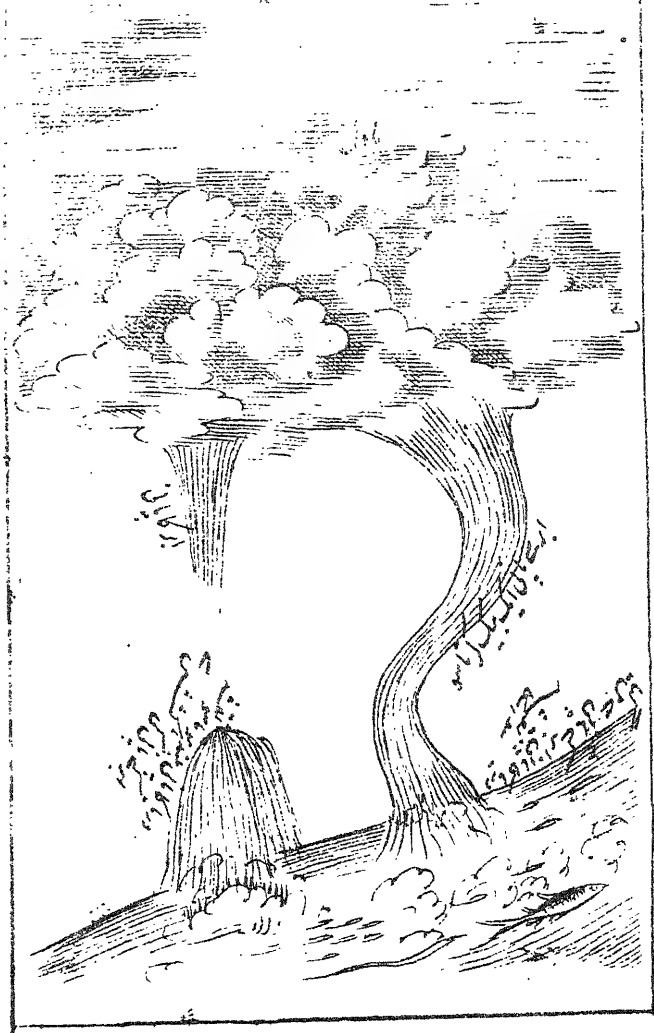
قوت ابر سے ایک ایک ٹوٹ جاتی ہے تو وہ پانی ابر سے ایک پہاڑ کی شکل سے پڑتا

الذہے جا لکتا ہی اور اس کے پانی کشش سے دریا کا بھی پانی جڑی

شکل سے اوپر چڑھتا ہی اور دونوں آپس میں مل جاتے اور ایک دوسرے کو

جذب کرتے ہیں اسکو انگریزی میں وائر سبوت کہتے ہیں

مشرق و



جدول برسات کے مقدار کی ہر ملک میں جو خط استوا

اور شمالی اور جنوبی عرض میں واقع ہیں

گھٹا و بالا برسات کے مقدار کا توسط کے مقدار کے نسبت کرتے خط

استوائی قطبین تک اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے جو ملک کا خط جدی یا

خط استوایا اور دور درجوں میں عرض کے واقع ہیں ان کے مقابل مقدار برسات کا لکھا

خط جدی کا عرض ..... گرہ یعنی انج

بہا بلش وار مغزل گھاٹ ..... ۳۰۲

سان لوس دی مارن او۔ برازل ..... ۲۷۶

پاری ماری بو۔ گیانا ..... ۲۲۹

سری لیوں۔ گینا ..... ۱۸۹

کاپ ٹاٹ۔ سنت داتن گو ..... ۱۲۷

کرانادا۔ نل ٹمکس ..... ۱۰۳

۱	.....	فدوم اوم — سیلان
۹	.....	کرگم — سینان
۹	.....	چواناہ — کیوبا
۸	.....	بمباٹی
۶	.....	مکاو — چین
	.....	خط استوا اور درجہ عرض کے
	.....	گرہ یعنی ابج
۵	.....	دارمن الپس کا
۴	.....	کارل سٹون — جنوبی کارلینہ
۳۵	.....	رونی — والٹی
۲۲	.....	شمالی فرانس اور بلگم
۲۲	.....	سری
۲۰	.....	روم
۲۲	.....	جینوا

شمالی جرمنی ریونی آلمین

۲۰ —

انگلانڈ (دالتیس)

۳۱ —

میرٹس برگ

۱۷ —

دلی برگ — فین لاند

۱۳ —

برسات کا سالانہ مقدار خط جدی کے نیچے کے ملکوں میں نوی جہاں کے

سالانہ مقدار خط جدی کے نیچے پرانے ..... ۱۱۵ گرہ یعنی انچ

جہاں میں ..... ۷۶ —

خط جدی کے برسات کا مقدار ..... ۱ — ۹۵

برسات کا سالانہ مقدار ہندی منطقہ میں نوی

جہاں کے (جمع کے حالتیں) ..... ۲۷ گرہ

ہندی منطقہ کے نیچے پرانی

جہاں کے (یوروب) ..... ۳۱ —

خاکہ منطقہ میں عموماً ..... ۳۲ —

اور تہذیبی منطوق نہیں شمال سے لیکر جنوب تک عدد برسات کے دونوں کا برتا ہی  
اگرچہ زور برسات کا کم ہوتا ہی

سالانہ عدد برسات کے دونوں کا جنوب میں سریاں کے ..... ۵۴۰

جبل تار کے مقابلے میں ..... ۶۸

میدانیں لمبارڈی کے ..... ۹۶

بودا ہنگری ..... ۱۱۲

جرمنی کا میدان ..... ۱۳۱

انگلینڈ اور فرانس کا مغرب ..... ۱۵۲

پولینڈ ..... ۱۵۸

پیرسین رگ ..... ۱۶۹

بہرسلینڈ ..... ۱۷۰

مشرق ایرلینڈ کا ..... ۲۰۸

توسط سینہ کے دونوں سال میں مڑ کے تحقیق موافق

۱۲ ..... شمالی یورپ

۱۴۶ ..... وسط کا یورپ

۱۸۰ ..... جنوبی یورپ

اگرچہ مشرقی طرف میں ایرلینڈ کے مینہ کے دفن کا عدد دو سو آٹھ ہی ایک سال میں لیکن بہت تھوڑا مینہ پڑتا ہے یہ نسبت جبلتار کے جو سات پڑا آٹھ دنوں میں مینہ پڑتا ہے

سالانہ عدد مینہ کے دفن کا کھتا ہے دیا ہے بعد پڑنے کے سبب سے

۱۵۲ ..... مغربی کنارہ فرائس کا

۱۴۷ ..... بیج فرائس کا

۹۰ ..... حاسان - میدان والگا یعنی بحر خزر کا

۶۰ ..... بیج صیریا کا

پارس - الپس لگ جاوین نیچے آتا طوفان واقع ہوتا ہے سالانہ مقدار میں ربات کے

پارس ..... ۵۰ ..... طمس معادل ۲۰ انچ



وائی وسط زمین

۲ ۱

برنی آپس کے دامن میں

۴ ۳

گریت سنت بوزارڈ — دو مقام مشہر الا جک والا یوروٹین

۶ ۴

علم کیمیا سے معلوم ہوتا ہے کہ چند کھاراں وغیرہ برسات کے پانی سے  
لمے رہتے ہیں اسکا بیاں نیچے کے جدول سے معلوم ہوگا  
برسات کے پانی کے مرکبات

سودا کی سلفٹ

سودا کی نیورید

منگیز کا آگہ

لوہیکا آگہ

چونیکا کھاربت

مینزیا کی سلفٹ

شورے کا تیز آب

اکثر چونے کے سات مرکب ہی

بیان مولوی میرزا عبد الباقی خان صاحب الشریف الرضوی المنشی کے

۱۵۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۴ ہجری مطابق دسمبر ۱۸۵۳ عیسوی میں

### مقدمہ حکمت فلسفہ

تجاری راؤد ہوں اور شبنم کی تہیں۔ بادل برف گار ہوا  
رعد اور بجلی وغیرہ کی پیدائش کے بیان میں



جانا چاہئے کہ جب آفتاب کا تاب خشک زمیں کے اجزا پر پڑتا ہے تو اس سے  
خاک کے اجزا میں ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اور تھوڑی سی طراوت  
و تری جو خاک کے اجزا میں ہی منست و نابود ہو جاتی اور اس صورت میں  
ان اجزا پر خشکی غالب ہو بالکل سوکھی اور نپٹ ہلکی کر ڈالتی ہے بعدہ حرارت  
اور ہلکے پن کے حکم سے وہ جلے ہوئے اجزائے خاکی اجزائے ہوائی سے  
آمیزش یا پکے اعلیٰ کے طرف قصد کر کے صعود کرتے ہیں اسکو عری میں دھان  
کہتے ہیں ہند میں دھواں اور بعض حکما فرماتے ہیں کہ جب حرارت آتش کا

عنصر خاک میں آمیزش کرے یعنی مل جاوے اور ہوا کی مناسبت سے  
 جو زمین سے متصل ہی زیادتی حرارت کے باعث آتش کی مانند ہو جاتی کہ وہ  
 آتش گویا ایک ہوائے سوزندہ ہی پھر وہ خاک سے آمیزش پانے سے ایک  
 مولود پیدا ہوتا ہی اس کو دھان کہتے ہیں اور حکیم ارسطائیس کہاہی کہ  
 ہوا پانی برساتی اور زمین پر بہتی ہی اور پانی سے بخار پیدا ہوا اور دھوپ  
 سے آسمان ترتیب پایا اور کڑھ اثر یعنی عنصر آتش سے ستارے روشن  
 ہوتے ہیں اور لباس ہستی کا پہلے کیم سنائی فرمایا ہی عالم بزرگ  
 و دود ساختہ آئن فکندی و این از اختہ خاک با ساختی بر کر بندہ بستی  
 از دود طاہی بنید یعنی عالم کو گرد اور دھوپ سے بنایا اور اس کو یعنی  
 گرد کو پست کر کے دھوپ کو چڑھایا خاک کو بند کر دیا مرکز سے اور دھوپ سے  
 بانڈہای تو اوپنچی طاقت پس دھان کی حقیقت یہ تھرائے گئی کہ جلے ہو  
 اجزائے خاکی میں جو چھوٹے چھوٹے اجزائے ہوائی سے آمیزش پانے  
 اعلا طرف حرکت کرتے ہیں دوسرا بیان بخار آفتاب کی حرکت سے

جب آفتاب بھیگی زمین دریا تالاب ندیان اور غدر یعنی گنتے وغیرہ پر چلتا ہے۔  
 تو اسکی حرارت کی وساطت پانی اور زمین کی طراوت سب گرم ہو کر کچھ کچھ خزا  
 خاکی اور آبی کو لطیف کر کے بعضے اجزائے ہوائی سے آمیز ہو طرف اعلا چلتی  
 ہی اسکو بخار بولتے ہیں اور بعضے حکما کہتے ہیں کہ بخار کی پیدائش ایسی ہے  
 کہ جب حرارت آخشیج ایش یعنی عنصر آتش کی گرمی عنصر ہوائی سے جو سکے  
 قریب ہی ملجاوئے اور اُس ہوا کی راہ سے جو جوہر آب سے جو سنگی رکھتی ہے  
 وہ حرارت ناری عنصر آب و خاک کثیر اثر بخشی ہی اور حرارت عنصر  
 کی تاثیر سے وہ جوہر آبی جوہر ہوائی کے ساتھ آمیزش پاتا ہے اور ان دونوں  
 جوہر کی رطوبت کی مناسبت سے ایک مولود پیدا ہوتا ہے کہ اسکو بخار کہتے  
 ہیں اور بخار کی پیدائش دو قسم پر ہے۔ پہلے قسم کی پیدائش زمین  
 کے اوپر سے ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی زمین کے اندر سے جو بخار زمین  
 کے اوپر سے تولید پاتا ہے اس سے اثرات آب و برسات برف تالہ اور قوس و قزح  
 وغیرہ کے ہوتے ہیں چنانچہ مولانا جامی نے فرمایا ہے۔ چون بحر نفس زند

بخوانند بخار چوں شد مترکم آن نفس بر شمار باران شود ابر چون کند قطرہ  
 بنار و ان باران سیل دسیل بحر آخر کار یعنی جب یہ دم باہر چھوڑتی ہے  
 اسکو بخار کہتے ہیں اور جب دے دم ہوا میں بہت سے جمع ہوں تب  
 ابر لگنا چاہئے اور جب قطرے پیتا ہی تو برسات ہوتی ہے وہ برسات سیل  
 ہوتی پھر سیل سے دریافتی ہی آخری درجہ جو بخار زمیں کے اندر سے تولد  
 پاتا ہے وہ اسطو سے ہے کہ جب آفتاب کا تاب زمیں کو خوب گرم کرتا ہے  
 طراوت خاکی کے سبب سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اگر زمیں کے مسامات  
 کشادہ ہوں یا زمیں نرم ہو اس سے بخارات نکل کر اوپر بیاں ہوا میر کہا اعلیٰ  
 کے طرف جاتے ہیں اور دے حالات مذکورہ بن جاتے اور اگر زمین سخت ہے  
 یا پہاڑ کی جڑی اور مسامات اسکے کشادہ نہیں تو وہ زمین بخار سے شگفتہ  
 ہوتی ہے اور اثرات زلزلہ و ظہور چشمہ یعنی جیا پانی اور معادنوں کی نموداری  
 اور شہروں کا ڈوبنا وغیرہ ہوتا ہے بعضے حکما بخار کو دخان کہتے ہیں اسطو  
 سے کہ چونکہ پانی کے اجزا سے پیدا ہوتا ہے اسکو پانی بخار کہتے ہیں جیسا کہ

پانی کو جب جوش دیتے ہیں تو اس سے بخار اٹھتا ہے اور جو کچھ خاک کے اجزاء  
تولید پاتا ہے اسکو بخار خشک و خانی کہتے ہیں اور بھی جانا چاہئے کہ حکماء کے  
نزدیک ثابت ہے کہ حرارت کا کام اور عمل تفریق اور تبصیح کرتا ہے یعنی جب  
کیفیت گرمی کی کوئی جسم میں حادث ہوتی ہے تو اس جسم کے اجزاء کو  
کشادہ اور پراگندہ کرتی ہے اور سردی کا فعل اور عمل تعقید اور جمعیت  
دینی ہے یعنی جب کیفیت برودت یعنی سردی کی کوئی جسم میں حادث  
ہو تو اس جسم کو بستہ اور فراہم کرتی ہے اگر کوئی پوچھے کہ کس دلیں سے  
حرارت جسم کے مقدار کو زیادہ کرتی ہے اور سردی جسم کے مقدار کو  
کتر کر دیتی اسکا جواب یہ ہے کہ جب ہم نے کسی برتن یا دیکھے کو پانی سے  
بھر دیں اور ایک حصہ خالی رکھیں تو وہ پانی حرارت آتش سے جوش کھاتا  
اور لبریز ہو دیکھے کے کنارے کے باہر گرتا ہے اصل میں پانی کا مقدار تو بڑھا  
نہیں پر عقل سے دریافت کرو تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا مقدار اور حجم  
زیادہ ہو گیا ہے اور جابزی کہ جسم کا مادہ اپنی حالت پر رہے اور عرض

اسکا اختلاف پاوے اسی پستور و دت یعنی سردی جب ہم کو کوزے میں  
پانی بھر کر رکھیں اور بعد چند عرصے کے دیکھیں تو سردی کے غلبے سے وہ پانی  
جم جاکر اسکا مقدار کم ہو جاتا ہے اس کو اسطیکہ پھلے پانی کا سطح جمنا اور ریفہ ریفہ  
سردی غلبہ کرے تو وہ پانی جمنا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام پانی یکساں  
نکت کے طرح ہو جاتا ہے جسکو فارسی زبان میں نَخ کہتے ہیں اور سب شے کے  
مادہ اسکا غلبہ سردی سے ہی اس پانی کے مادہ کے حجم اور مقدار میں کمی پیدا  
ہوتی ہے اور سب طرفوں سے کشش ظاہر ہوتی اور اس نَخ کے اجزا کوزے کے  
اطراف کو اپنے طرف کھینچ کر کوزے کو پھوڑا لیتے ہیں جب پانی کے اجزا میں  
کھینچت اور کشش پیدا ہو کر جم گئے ہوں تو خواہ مخواہ وہ پانی جو انبساط رکھتا  
مقدار اصلی سے کمی اور کاستگی پائی یعنی اسکے حجم اور مقدار میں کمی ظاہر ہوتا  
اور شبنم کی پیدائش کے سبب یہ ہے کہ جو ہوا زمین سے تماس یعنی متصل  
ہی اس سے دو طور سے شبنم بنتی ہے پھلا طور یہ ہے کہ کمال سردی سے  
اسکی رطوبت افسردہ ہو کر برف کی مانند تیلی جادوت باگر کرتی ہی یا کف

کی مانند ہوشبک مثال درختوں کے برگ اور نباتات وغیرہ پر گرتی ہی جب  
حرارت لطیفہ انخردوں سے وہ حالت جمادت کم ہو مائیت رقیق کی صورت  
ہو جاتی ہی دو سراسر اطور بھیجی کہ کچھ بخارات زمیں سے متصاعد نہیں  
ہوتے ہیں لیکن شدت سردی سے جو ہوائے صاف کہ زمیں سے قریب ہی اسکو  
غلظت کہ کز بخاراتی ہی اور زمیں سے بلند ہو باریک باریک قطرے بکربانات  
اور اشجار پر ظاہر ہو جاتی اسکو فارسی میں ترالہ کہتے ہیں

ابر کی پیدائش کے باب میں حکما کہتے ہیں کہ بخارارضی جب ہوا پر چڑھے اور  
سردی کی شدت سے غلظت پانےقد ہووے زمہریری سردی کے  
سبب سے ثقیل اور کثیف ہو کر ایک ایک مادہ منعقد اسکا جب مجتمع ہوگا  
ابر بنکر ایک جسم محسوس ہو جاتا ہی جیسا کہ نفس انسان کا ایام رستہ  
اور سردی میں کثیف ہو جا کر محسوس ہوتا اور نظر آتا ہی اور ابستان  
میں ابر کمتر جمع ہوتا ہی باوجود اسکے کہ اس فصل میں بخارات زمیں سے زیادہ  
اٹھتے ہیں اسکا سبب یہ ہی کہ گرم ہوا جو ہی بخارات کو پریشان اور



متفرق کرتی ہے پس حرارت کے سبب سے جو ابریں ہی ایسے فصل میں  
 وہ ابر زیادہ تراور چڑھ کے سردی شدید زہریلی سے اتصال پا کر بسبب سردی  
 شدید کے باقی حرارت جو اسکے ذات میں رہ گئی سو بھی فانی ہو کر خوب غلظت پا  
 اور بھی ثقیل بن جاتی ہے اور جو اجزای الطف کہ ابریں میں موصفت آبی لیکر  
 قطرہ پکرتا ہے یہ حقیقت ابر کی کیا چیز ہوگی۔ بخار ہوا اور حقیقت بخار  
 کی کیا چیز ہوگی پانی کے اجزا ہوں جو کہ سبب سے حرارت غریبہ کے یعنی بیش  
 آفتاب سے اپنے مکان طبعی سے مفارقت کئے تھے اور شک نہوگا کہ صورت  
 نوعیہ پانی بن ابر میں اور بخار میں باقی رہے جیسے کہ میر محمود چستری کتاب  
 گلشن راز کے درمیان فرماتا ہے بخار و ابر و باران و نم و گل و نبات و جانور  
 انسان کاں بنگر تا قطرہ باران ز دریا چگونہ یافت چندیں شکل و اسماء پس جب  
 سردی ہوا کے سبب سے جو حرارت کہ اجزای پانی میں ہی سو دور ہو دو  
 غلظت پانیں پر اُترتی ہے سو ہی حقیقت ہی ابرا و برسات کی۔ اور بھی جانا  
 چاہئے کہ قطرہ قطرہ برسات ہونے کا سبب یہ ہے کہ جو بخار کہ ابر ہوا ہی یکدم

کرہ زہر کو نہیں پہنچتا بلکہ بتدریج تصاعد کرتا ہی اور جب تک کہ زہر کو پہنچا  
 ہوتا ہے یعنی جم جا کر قطرہ قطرہ بن کر متراکم ہو جاتا ہی اور ہر قطرہ اپنے حد ذاتی  
 میں یعنی فی نفسہ متساوی ہونے کے سبب سے شکل لازم آتی ہی اس لئے کہ وہی صورت  
 بن جاتا ہی کیونکہ اصل اسکا پانی اور پانی جن جسم طہی اور جسم سیم کا تقاضا ہے  
 طبعی بھی ہے کہ کروئی ہو دے

برف اور گار کی پیدائش کا بیان جب بخار ہو پر چڑھ کے ابر بنے تھوڑی سی حرارت  
 اس میں باقی رہنے کے سبب سے یا ہوا کی حرکت کے سبب بالا تر چڑھ کر اور سردی  
 سخت سے ملاقات کر کے افسردہ و منجمد ہو جیسے دھنکی ہوئی روئی کے  
 حالت بن جاتا ہی اسی صورت سے نیچے گرتی ہی جب اسفل کے طرف  
 گرے ایک پر ایک جم کر بڑی بڑی جسم بن جاتی خصوصاً جس وقت کہ ہوا سے  
 سخت سے ملاقات کرے ہوا کے صدمے سے متراکم اور جمع ہو کر اشکال مختلفہ  
 سے زمین پر گرتی ہی۔ اسکے اشکال مختلفہ ہونے میں بعضے علما ایسا کہے ہیں کہ جب  
 سردی بخار پر غلبہ کر بخار کو برف بنا دے اور اسکے اجزاء کو جمع کرے اس میں

یک تشنج پیدا ہوتی ہے اور وہ تشنج یعنی کشن اور کھینچاٹ اگر طرفوں  
 سے یکساں ہو تو شکل اشکی کردی یعنی مدور ہو جاتی ہے اور اگر یکساں نہ ہو  
 تو شکلیں اسکے مختلف ہو جاتے ہیں اور حکما کے پاس یہ بات مقرر ہے کہ برف  
 کا رنگ نہایت سفید اور شفاف ہی وہ رنگ اسکا ذاتی نہیں بلکہ یہی کہتے  
 ہیں کہ برف مرکب ہی بعضے اجزای شفاف سے بچ حالت انجماد کے مگر ایسا نہیں  
 کہ کچھ رنگ اسے ترتیب دیا ہو گا بلکہ ایسا ہی کہ اسکے خلل اور فرج میں کچھ  
 اجزائے ہوا داخل پاتے ہیں ساتھ کچھ اجزای شعاعی ستاروں کے کہ فیض  
 سے پہنچتا ہے اسکو اور دے شعاع منعکس ہو دینگے بعضے سطوح سے ان اجزائے  
 برف کے بعضے اجزاء پر اسکے اس دلیل سے کہ اگر کوئی شعاع منعکس ہو جاوے خواہ مخواہ  
 رنگ سے مشابہ جو یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آفتاب کو خیر چہیں پانی ہو  
 چکے تو اسکا شعاع کسی دیوار پر پڑتا ہے تو وہ شعاع منعکس سفید رنگ نظر آتا ہے  
 اس وجہ سے حسن بصر جب اس شعاع کو جو برف کی اجزائے متراکم ہے  
 پاتی ہے تو ہم کر کے یہی حکم کرینگے کہ برف کا رنگ سفید ہی

اور گار کی پیدائش ایسی ہی کہ جب یہ بخار و پیریتا ہی تو سردی اس میں عمل کی کہ  
 اس کو کشیف کرتی ہی اور برسات کے ہونے میں ہو کر گرتی ہی و منت گرنے کے  
 اگر سردی اس میں زیادہ اثر کی ہی تو اس کو افسردہ کرتا پس برسات کا مادہ گار کے  
 کی حقیقت ہی اور اسکے جماعت کے باب میں دو طور سے کہے ہیں۔ پہلا یہ کہ جو  
 بخار کہ ابر بنا ہی برسات کا طور بننے کے پیش از یک سردی اس میں ایسی ہی  
 کہ جماعت شدید کی حالت واقع ہوتی۔ دوسرا طور یہ کہ ابر برسات بن کر  
 اترنے کے وقت کوئی ایسی گرم ہوا سے ملے اور حرارت ہوا اسکے اطراف کے  
 احاطہ کرے یعنی گہرے اور جب سب اطراف اسکے گہرے گئے تو اس نظر سے کہ  
 اجزا کی سردی جو ہی ظاہرے باطن کی طرف جاتی ہی اور اس صورت میں سینی  
 باطن کی ایسی سردی نہ ظاہر کی یہ سردی بھی اس پر زیادہ کمال سردی  
 کا درجہ کمزور گار بنتا ہی اور گار برے اور چھوٹے ہونیکا سبب مادہ کے حسب  
 اختلاف ہی یعنی اگر مادہ اس کا زیادہ ہی تو گار کا ڈنڈا بڑا اگر چھوٹا ہی تو  
 چھوٹا ہوتا ہی

بیان بار یعنی یون کی پیدائش میں۔ جانا چاہئے کہ جب ہوا کے اطراف سے  
 ایک طرف افساب کی حرارت سے خوب گرم ہوا اور کچھ انبساط یعنی کشادگی پیدا  
 ہو تو جسم متخلخل کی صورت بن مقدار اسکا بہت ہو جاتا ہے اور اس سبب سے  
 جو ہوا کہ مجاور اور ماس میں ہوا کی ہی اسکو دفع کرتی یعنی دور کرتی ہے  
 اس لئے کہ اس کی جگہ آپ لے اور اس سے ہوا میں یک حرکت پیدا ہوتی ہے جب  
 ایسا ہوا تو رہی ہوا سے متحرک کو بار یعنی باد کہتے ہیں۔ دوسرا وجہ یہ ہے کہ  
 جب ہوا کا ایک طرف برودت سے خوب سرد ہو جاوے اور وہ سردی ہوا کے  
 اثر کہ جمادیو سے یعنی مقبض اور منقذ کرے تو خواہ مخواہ اُن اجزاء ہوائی منقذہ میں  
 کشش یعنی کینچنا ت پیدا ہوتی اور وہ اپنے مقدار میں سے کتر ہو جاتا ہے جب ایسا ہو  
 جو ہوا کہ مجاورت رکھتی ہے اس ہوا سے لامحالہ اپنی جائے سے حرکت کرے تاکہ اسکی  
 جگہ آپ لےوے کیونکہ خلا محال ہی اور اس سبب سے ہوا میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے  
 اور اس سے باد یعنی یون نکلتی ہے۔ میں اس کیفیت کو اور قسم بیان کروں گا تاکہ  
 خوب ذہن سمعیں میں آئے اور اچھی طرح معلوم و مفہوم ہو۔ یا ایسا ہی کہ کوئی چیز

ذات ہوا سے خارج ہی جو باعث ہوتی ہی حرکت دینے ہوا کو مثلاً البحرہ اور آدھنہ  
یعنی بخار اور دھواں جو زمین سے اٹھتے اور کرہ زمہریک پھنتے ہیں اگر سردی زمہری  
اُنہیں سے اس بخار و دھواں پر غلبہ کیا اور انکی حرارت کو زایل کرا تھی بخلی خشتے کہ وہ ثقیل  
اور غلیظ بنے اور ثقالت کے باعث اسفل کے طرف رجوع کرے اور بسرعت تمام  
کے طرف اترے تو ایک تہوج زیادہ ذات ہوا میں پیدا ہوتا ہی اور باد عظیم چلتا۔  
یا تو ایسا ہوتا ہی کہ بخار اور دخان کی حرارت زمہری سردی دور نہوا اور اعلا  
کے طرف چڑھ کر کرہ مارکلب پہنچ اسکے اخرا کو جو سردی سے کثافت پائے ہیں ٹوٹ دے  
اور وہ کرہ مار کے اثر سے جگر سوختہ ہو جاوے اور باقی رہ گیا سو مادہ سبب ثقیات  
کے جو ایسی ذات میں ہی وہاں سے درگزر نامکن نہو طرف اسفل کے رجوع کرے  
تب موجب ہل چل اور حرکت ہوا کا ہوتا ہی اس صورت میں پوں چلنے کا ظہور ہوگا  
دوسری قسم یہ ہی کہ جب گیلہ بخار زمین سے اٹھتا ہی اور ہوا کی  
گرمی اور آفتاب کی تابش اس بخار کو بہت ساطیف اور ہلکا کرا علا کے طرف  
چڑھاتی اور جب وہ کرہ زمہری کو پہنچتا ہی تو سردی اس میں اثر کرتی او

خشکی اسکی کم ہو جو لطیف اجزائیں اُن سے فی الحال ہوا ہو جاتی اور جو غلیظ اجزائیں  
زیادہ کثیف ہو ہو اے حادثہ پر گر کے اسفل کے طرف اسکو چلائے ہیں اس سب  
سے حرکت باد حاصل ہوتی ہے پس بیانات سے معلوم ہوا کہ یوں کی حقیقت  
یکہ ہوا سے متحرک ہی اور آگ کے بیانات سے حرکت ہوا کی ثابت ہوئی اور  
وجوہات بعد سے بھی ہوا کی ذات اور حرکت دونوں ثابت ہیں

بیان پیدا ہونے میں رعد یعنی گرج اور برق یعنی بجلی اور صاعقہ کے یعنی آتش یا سنگ  
جو آسمان سے زمین پر گرتا ہے۔ جانا چاہئے کہ رعد کے باب میں معلم ثانی اور  
حکماء متاخرین ایسا بیان کرتے ہیں کہ رعد کی قسم ایک قسم ہی کہ جب معلوم  
ہوا کہ بخار کے ۲۰ نوع ہیں ایک نوع گیلہ بخار کہ پانی کے اجزائے تولید پاتا اور دوسرا  
سوکھا بخار جو اجزائے خاک سے پیدا ہوتا ہے اور جب اتفاق ایسا ہو کہ یہ دو نوع  
کے بخارات حرارت کی وساطت سے ہوا پر چڑھ ہوا کے پھلے طبقے سے درگزر کے  
اس طبقے میں پہنچیں جو مرکز زہری ہے تو بخار آبی کتیں جب سردی ہو کر  
اثر کرتی ہے اس میں غلظت و کثافت پیدا ہو کر ابر بنتا اور قرار پکڑ کر چٹا ہوا

اور بخار خاکی خشک جو دھان کہلاتا ہے اور خفیف یعنی ہلکا ہے کہ زہریلی  
 قصہ کرتا ہے کہ آتش کے طرف اس لئے کہ اپنے کو وہاں تک پہنچا دے پس  
 بقوت تمام طرف اعلا کے حرکت کرتا ہے اور وہ بخار آبی جو ابر بن کر راستے  
 میں قرار پڑا ہے سوا دس گنا گافہ کر لیتے پھاڑ کر چرھتا اور ایسے پھٹنے سے آواز عظیم  
 نکلتی ہے اسکو عربی زبان میں رعد کہتے ہیں۔

یسری قسم اسطرح ہے کہ گرم بخار زمین سے اوپر کے طرف چرھتا اور اوپر سے جو  
 تھنہ بخار نکلنے کے طرف اترتا ہے اثناء راہ میں دونوں کی ملاقات ہو جاتی اور  
 مقاومت و مزاحمت طرفین اور استسکاک یعنی یک جسم نکر کھانے دوسرے  
 جسم پر زور سے یا گھسے جانے سے آواز عظیم نکلتی ہے اسکو رعد کہتے ہیں۔  
 برق یعنی بجلی کی پیدائش اسطور سے ہے کہ جسوقت گرم بخارات زمین  
 سے اٹھکر اوپر اعلا کے صعود کرتے ہیں اور اوپر کے اجزے جو سرد و غلیظ ہو کر نیچے  
 اترتے ہیں اور جاتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے سے بزرگ دستی و زور سے درگزر  
 اور اتفاق ہوئے کہ مادہ دھانی سے ملی ہوئی ہوا اٹھائیں درمیان ان دونوں کا



مجھوس و گرفتار ہو جاوے تو اُن دونوں بخاروں کے قوت کے سبب سے کہ بائیکدیکر  
 زور کرتے ہیں وہ مادہ مجھوسہ نہایت گرم ہو کر آتش کی مثال ہو کر اور وہ  
 مادہ دخانی مشتعل ہو جاتا ہی سوا سکو برق کہتے ہیں۔

اور ایک قسم ایسی ہی کہ ہوا میں کچھ غلیظ کثیف ابر پیدا ہو سکے اور اسے کچھ دھانی  
 مادہ جو سردی کے باعث غلیظ ہوا ہو اعلیٰ سے اترتا ہی اور جب وہ ابر غلیظ کے  
 نزدیک پہنچتا ہی تب قوت سے اُس ابر کو شکافہ کرتا ہی اور اس قوت جبری سے  
 حرارت عظیم پیدا ہوتی ہی اور آتش کی مزاج بن اس مادہ دخانی کو سلگا آواز عظیم  
 سے اسفل کی طرف گرتی چنانچہ آواز بھی سننے جاتی ہی اور شعلہ بھی نظر آتا ہی لیکن  
 شعلہ پھلے دستا اور آواز بعد ازان سموع ہوتا ہی کیونکہ مفری کہ حسن بصیرت  
 اور فریات کو بغیر عرصہ زمانی کے دیکھتی اور حس سمع سموعات کو بعد عرصہ زمانی  
 کے سنتی ہی خصوصاً اگر کچھ مسافت بعید ہووے۔

اور صاعقہ پیدا ہونے کا سبب یہ ہی۔ کہ جب مادہ دخانی یا مادہ بخاری بہت  
 ہو کر سردی کے سبب سے برق ہونیکے لئے مستعد رہے اور طرف اعلیٰ

یعنی اسکے اوپر سے کچھ ابر غلیظ بسرعت تمام نازل ہو دے اور وہ ہوا غلا کورہ  
کو طرف زمیں کے چلا دے وہی صاعقہ ہی اور گاہے ایسا ہوتا ہی کہ اس صاعقہ  
کے ساتھ آتش بھی رہتی ہے اس طور سے کہ کچھ اجزائے دخانی صاعقہ کے ساتھ  
موجود ہوں اور بسبب حرکت عنف یعنی یکدیر کے قوت کے غلبہ سے حرارت اب  
غلبہ کر کے مشتعل ہوتی ہے۔

دوسرا وجہ یہ کہ اگر مادہ دخانی اور بخار دونوں زیادہ غلیظ ہو جاویں اور سردی کے  
سبب اعلا سے اسفل کے طرف ہبوط کریں یعنی اتریں لامحالہ بار اظاہر ہو جاتا ہے  
اور جب اتفاق ایسا ہو کہ اُن دونوں کے مابین میں رقیق یعنی پتلا سا ابر آ جاوے  
تو اسکو پھار کر وہ مادہ دخانی شدت حرکت اور استکال یعنی تگرگھانیکے  
سبب سے مشتعل ہو گرتا ہی اسکو صاعقہ کہتے ہیں۔ اور بعض حکما  
کہے ہیں کہ حرارت اور حرکت دخانی پر عمل قوی کرتی ہے اس درجہ پر کہ جو کچھ  
چلنے اجزا اس دخان میں ہیں حرکت اور گرمی کے سبب جو اس حرکت شدید  
سے حاصل ہو وہ دخان مشتعل ہو جاتی یعنی بگڑا اٹھتے ہیں اگر اس دخان

شتمل کے ساتھ لطیف اجزا ہوں تو وہ آہنی سرعت سے حرکت کر گیا  
 کہ روشنی نظر آتی ہے اور پھر جلد فانی ہو جاتا برق وہی ہے۔ اور اگر اس  
 سلسلے ہوئے دھان کے ساتھ اجزاء کثیف اور غلیظ ہوں تو فانی نہیں ہوتا  
 اور طرف زمیں کے گر کر جس شے سے ملاقات کیا اسکو جلاتا اور سوختہ کر دیتا ہے  
 اسکو صاعقہ کہتے ہیں اور معلم ثانی شفا اور اشارات کی کتاب میں فرماتا ہے کہ  
 صواعق نازلہ یعنی آسمان سے گرتے سو جلیاں اتفاق ہوتا ہے کہ اجسام ارضی کے  
 مانند ہوتے ہیں چنانچہ بارادیکھا گیا ہے کہ کبھی لوہے کی مانند کبھو سنگ یعنی پتھر کی  
 طرح زمیں پر گرتے ہیں یہی دلیل قوی ہے اس بات پر کہ مادہ یعنی اصل صاعقہ  
 بخارات اور دھوئیں سے ہے جو شبابہت رکھتے ہیں مواد سے اجسام مذکورہ  
 زمیں کے۔ اور تولید مثل یا تخم سے ہی یا لطفے سے اور اسی بدستور معادن میں  
 بھی ہیں یعنی جو بخارات اور دھانات معدن کے زمیں سے اٹھتے ہیں اور کرہ  
 زمہریری سے اثر غلطت و کثافت پا کر منعقد یعنی بستہ ہو جاتے ہیں سو  
 مانند اجسام معدنی کے ہوتے ہیں جب کہ دیکھے ہیں کہ سنگت یعنی پتھر یا آئین

یعنی لوٹا یا مس یعنی تانبا آسمان سے گرا ہی اور معدنیات کی پیدائش بھی اسی پہنچ سے  
 سمجھئے یعنی بطور بنڈر اور نطفہ کے ہی اس دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ معادن میں  
 بھی تولید مثل ہو سکتی ہی اور یہ بھی جانا چاہئے کہ آتش صاعقہ نرم اور ست  
 چیزوں کے آریار ہو جاتی اور انکو نہیں جلا کر سرعت تمام ایسا کر جاتی ہی کہ  
 کچھ اثر داغ جلنے کا نظر نہیں آتا ہی لیکن سخت اور باصلابت اشیاء کے اندر  
 نفوذ نہیں کر سکنے کے سبب سے جلا دیتی ہی جیسا دیکھا گیا ہی کہ اشرفی یاروپہ  
 کی تھیلی پر گری لیکن یہ نہیں جلی اور سونار و پاکداختہ ہو گیا یہہ کیا سبب ہی  
 کہے تو سبب اسکا لطافت اور نہایت سرعت سے گزرنے کا ہی و اگر صاعقہ کشف  
 ہووے جس چیز پر گرے اسکو جلا دیتا ہی۔

تقریر محمد خیر الدین خان بہادر کی صوت اور اسکے کیفیت اور

ماہیت اور اسکے فاید میں تیسری ربع الثانی ہجری بمطابق ۱۲۷۰ ۱۸۵۴ء  
ی غلبو

حادثہ و مصلیٰ

ہوایا ہوا ہے جسم لطیف کو حرکت موجی میں لاویں تو صوت یا آواز پیدا ہوتی ہے  
مہل یا مستعمل مانوس یا غیر مانوس اور موج کی حالت میں ویسے اجسام لطیف کے اجزا  
اپنی جگہ سے تبدیل پاتے اور زیر و بالا راست و چپ ہو جاتے ہیں لیکن حرکت  
موقوف ہو جاتی ہے پھر اپنی اصلی حالت اور مکان پر آ جاتے اگر اس طرح کا تناسب موج  
تناسب حرکت سے دیا جاوے تو ایک طرح کی آواز مناسب پیدا ہوتی ہے  
جسے زیر باناد کہتے ہیں جیسے کشیدہ تار کو انکلی کے سر سے چہنیر نیسے آواز پیدا  
ہوتی ہے لیکن جب جسم لطیف غیر مناسب طرح سے حرکت میں آوے تو کم صوت  
پیدا ہوتا ہے فقط جیسا بندوق وغیرہ چھوڑنے سے جب جسم لطیف کو تناسبات  
زبان سے متوجہ دیویں سرعت ضروری موافق اس طرح سے کہ ایک ثانیہ میں

یا تیس بار موج میں آوے تو وہ جسم لطیف لہرائے لگتا اور موج کھاتا اور موج چار  
 میں پہل کر گردش میں ہو چیزوں سے ٹکر کھاتے اور آواز پیدا کرتے ہیں ان  
 موجوں کی مثال پانی میں خوب ظاہر ہوتی ہے جیسے پانی کے سطح پر ایک بوند پڑی یا  
 لنگر ماریں تو ایک چھوٹا موج دایر کے طرح ظاہر ہوتا ہے اور بتدریج چوڑا ہوتا جاتا ہے  
 اور سب طرف سے ایسا بار بار کول ہی جو اسکے مرکز سے یعنی جہاں لنگر یا بوند گرا تھا دائر  
 سے اُس کے عظیمی یعنی دیرتے مک حتمی خطوط کہ کھینچے جاویں سب باہم متساوی رہیں گے  
 اس طرح ہوا سے جسم لطیف پر پھیلنے سے یا اور کسی شے سے جیسے کانٹھی یا پانی  
 یا طائن بجانے سے ٹکر ہو دے تو ویسا موج خورد یا بزرگ پیدا ہوتا ہے جو پھیلنے  
 کان کے غشا، طہلی پر ٹکر کھاتا اور موجی کی زخمی سختی یا شدت موافق  
 غشا، مذکورہ میں لرزہ اور لہک پیدا ہوتی ہے اور کان میں غشا، طہلی کے  
 پیچھے ایک نالاہی جیسے پانی بہا ہوا ہے سو اس غشا کے لہکنے سے وہ پانی موج  
 میں آتا ہے اور یہ موج ان باریک ٹانوں کو حرکت دیتا ہے جنکو رکابی مطرق  
 اور سندانی کہتے ہیں انکے حرکت پانے سے کان کی عصب متاثر ہوتی اس کے

معرفت سے ماطقہ کو خبر ہوتی ہے اس طرح سمع حاصل ہوتا ہے فائدہ عضو سمع  
 کے تین کرے ہیں باہر کا جو ایک خیف کی شکل برہی اور چھپ کا کان یعنی طبلی اور  
 داخلی کان جس کو لیبرنتہ بھی کہتے ہیں باہر کے کان کے دو قسم ایک ذہ پارہ جو  
 خیف کی شکل برہی دوسرا اسکا نالا یعنی صماخ اسمیں ہوا کا موجہ ٹکرا کر گونا گونا  
 اور اس صماخ کے راہ سے کان کے اندر غٹا و طبلی ٹکڑ ٹکڑ کہتا و وسط کا کان ایک ہول  
 کی صورت کا ہی عظم حجرے میں اس پر شا و باریک ٹرا ہوا سے اندھے کے شکل برہی کے  
 کان کے سمت پر اور اس طبلی میں تین باریک ہاڑ ہیں رکابی مطرقی سنداقی اور  
 غشا مذکور کے تنانے اور ڈھیل کر نیکے واسطے اللہ تعالیٰ نے عضلات بنایا ہے  
 اور ان ہاڑوں کے حرکت دینے کے بھی عضلات ہیں اور کان کے اندر گئے اور شاخ  
 زبور خانے ہیں اواز کو بچنے کے واسطے سوا کو اذن داخلی کہتے ہیں اور ایک نالا  
 ہی ماہ نو کے شکل کا اور ایک تین کونے والا کڑا اور دمان ایک نانی کی شکل کا  
 بستہ خانی عضو ہے جس میں پانی بہا ہوا ہے اور ایک استخوانی عضو کونگی کی شکل کی  
 اور اعضا سمع اس طرح ہیں ایک آدیوری جبکہ دو شاخ ایک وستیولی زو

دوسرا کا کلبر زو اور کا کلبر زو کے بہت سے پھاتے کان میں پھلتے ہیں

اور شیران و رید بھی کان کی ہین جکے بیاں کی یہاں حاجت نہیں

اس بیان سے ظاہر ہوا کہ موج ہوا ہی وغیرہ سے غشا، طبل لہکتا اور اور پانی ایک

پچھے کا لہراتا اسکے سبب سے باریک ہاڑ عضلوں کے معرفت سے حرکت پاتی اور کان

کی عصب کو کر دیتی اس طرح سمع حاصل ہوتا اور یہ یہی معلوم ہوا ہو گا کہ گشتیا یا طاس

وغیرہ کو لرزانی سے بھی ہوا وغیرہ موج پا کر کان میں پھنچتے اور آواز دیتے اور

ویسے لرزنے اور گونجنے سے بہار محل کبند وغیرہ کے الٹی صدا کان تک آتے

سو ویسے لرزنے ہاڑے چیزوں کے اور کان کے درمیان جسم لطیف موج

پانیکے لایق موجود نہ ہو تو اسکے آواز کے خبر کان کو ہرگز نہ ہوگی یعنی اگر گشتیا

بجاویں اور ہوا نہ ہو تو کان کو اسکی آواز نہیں پھینگی جیسا ہوا خامی کر نیکی

اور اسی ہوا خالی کر کے شیشے کے اندر کا شیشی ہاویں تو آواز نہیں آتی

کیونکہ اس شیشے کے اندر کی ہوا خالی ہو گئی ہی لیکن شیشے کے باہر ہوا نہ ہو

سبب سے اگر شیشے کو کر دیوں تو آواز صاف سنی جاتی ہے



جانا چاہئے کہ ہر شے کو خواہ جسم لطیف ہو خواہ جکشیف اسکو ایک بوج ہی جو ہوا کے  
 سطح زمیں کے ماس ہی ثقیل رہی اوپر کی ہوا کا دباؤ اور بوج نیچے کی ہوا پر زیادہ  
 رہنے کے سبب سے اور چون جون بندی پر چڑھتے جاوین تون تون ہوا پر دباؤ  
 کم ہوتا جاتا ہی تو ہوا لطیف تر ہوتی ہی جیسا تین میل کے بندی پر ہوا کا ثقل  
 آدھا تولد ہو تو مثلاً چھ میل کی بندی پر پاؤ تولد اور نو میل کی بندی پر ثمن تولد اور  
 پندرہ میل ریسواں جسد تولد کا ہوگا اور ثقل میں اجزاء ہوائی زیادہ ہونے کے  
 سبب سے موج بھی پورا ہوتا ہی لیکن ہوا لطیف میں اجزاء ہوائی کم ہونے کے  
 باعث سے موج کم ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ بڑے اونچے پہاڑ پر جو سطح زمیں کے  
 نسبت بہت بندہ ہی آواز کا زور کم ہو جاتا ہی اگر اونچے پہاڑ پر ایک بندہ  
 چھوڑیں تو ایک پھٹانے کی آواز سنی جاتی ہی برخلاف اسکے شدت اور تیزی  
 آواز کی ہوا کے ثقل کے سبب سے جو اوپر کے دباؤ سے ہوتا ہی بڑھتی ہی ہوا کے خفیف  
 میں آواز جس اعتدال سے سنی جاتی ہی اگر اتنی ہی آواز ہوائے ثقیل میں کسی  
 جاوے تو بہت شدت سے سنی جاتی جیسا غواہوں کی گھنٹی کی آواز پہاڑ

کے اندر بہت تیز ہوتی ہے پانی کا بوجھ ہوا پر ہونے کے سبب سے اور ایک سبب آواز  
 کے خفت اور شدت کا بعد مسافت بھی ہے مثلاً ایک نوایسم زمیں کے فاصلے  
 سے جس شدت سے کہ آواز سننے جا نیگی ہم اس کو درجہ فرض کئے تو دو نوایسم کے  
 فاصلے سے نصف درجہ یعنی اسکے نصف شدت اور تیزی سے سننے جا نیگی اور تین  
 نوایسم کے فاصلے سے نوان حصہ ایک درجہ کا اور چار نوایسم کے فاصلے سے سولواں  
 حصہ اسی طرح جب کوئی پہاڑ وغیرہ یا مقابل کی ہو اکا بہا خلل کرے تو آواز اسی  
 قانون سے پھنچتی ہے اگر مقابل کی ہوا زور سے بہتے رہے تو کینے کے گنتھے کی آواز چند  
 گز کے فاصلے سے کم سنی جاتی ہے اگر ہوا پیچھے سے بہتی ہو دے اور کوئی حایل رو برو  
 نہ ہو تو اسی درجہ کی صدا دور تک پھنچتی ہے کہتے ہیں کہ دائرہ کے توپوں کی شلک  
 کی آواز ڈوور میں سنی گئی اسی طرح انگریز اور رچ کی دریائی جنگ کے توپوں  
 کی آواز جو ۶۰ میل میں ہوا سوشدوسن میں سننے لگی ان دونو مثالوں میں فاصلہ  
 دو سو میل کا تھا ہوا اس صدا کے عقب کے جانب سے بہتی رہنے کے سبب سے  
 مقابل کے دور ملکوں میں آواز سننے لگی اسی طرح شمالی ہوا جب زور سے

بہت سی راہیں تو در اس کی توب کی آواز جنوبی دور و دراز واقع ہیں موزیوں میں بھی

۸۸  
تو کچھ لکھا گیا ہے

اسی طرح جنوبی ہوا میں شمالی زریوں میں ان دونوں صورت میں کبھی شمالی کبھی جنوبی ہوا کے رہنے مارے اس توب کی آواز سے ڈاکٹر در نام کی تحقیق سے آواز کی خفت اور شدت کا باعث کتنے چیزیں ہیں۔

پھلا بارے کا سمت اور تند ہوا کا ہونا سا مٹھنے یا پٹھنے۔

دوسرا ہوا کا ثقل و لطافت بار امر کے موافق یعنی بلندی یا پستی مقام کی۔

تیسرا ہوا کا اعتدال یعنی حرارت یا برودت کی تبدیل۔

چوتھا ہوا کی نمناکی یا خشکی۔

پانچواں پستی بلندی خود اصلی آواز کے۔

چھٹا سطح کی ہمواری یا ہمواری تجویف <sup>تقسیم</sup> خیر سے آواز گذرتی ہے یا جسمین <sup>خالی</sup> آواز کئے جاتی ہے۔

آواز بہت دور سے سنی جاتی ہے تھدی ہو واجب تنہا بار یا ہوا کے چپکے مقام

نہوں ہوا جب آواز کے ٹکڑے موج میں آتی ہے تو اسکے موجی کی ٹکڑے اطراف

میں ہی سولہ رانے اور کھیلنے کے قابل چیراں بھی لرزے میں آتے ہیں جب کہ ایک رنہ  
 اور مناسب فاصلے پر واقع ہو دین مثلاً جب ایک تار کو ستار کے چھریں تو اس  
 سے ہوا کو کر ہو کر موج میں آتی ہی اسکے موج سے دوسرا تار اسکے بازو کا بھی  
 ہلکا کر ہو کر ایک خفیف سا ہلاتا ہوتا ہی اس سے بھی ایک آواز خفیف پیدا ہوتی ہے  
 اور جب دو شخص سر یا ہم ملا کر لاپتے ہیں تو ہوا کے موج سے شیش آلات  
 لرزنے لگتے بعضے وقت ہر شدت سے لرزتے ہیں جو ترک جاتے اور ٹکڑے  
 ہو جاتے ہیں اور متفرق اصوات اور آوازوں سے متفرق موجی ہوا میں پیدا  
 ہوتے ہیں سخت صوت سے بڑا اور بلند موجہ نرم صوت سے چھوٹا اور پست  
 اگر مختلف اصوات زمان واحد میں کئے جاویں تو بڑے چھوٹے بلند پست موجی  
 ایک بر ایک کان میں گھنچ کر غشاء طبل کو حرکت میں لاتے جس سے جد جہ  
 آواز اور اصوات سماعت میں آتے ہیں اگر مختلف سازان ایک دم یکجا وین  
 تو بھی تیز کان والا ان موجوں کی مختلف تکر سے ہر ساز کی جدی جدی آواز  
 سننے لگتا ہی ان موجوں کی مثال پانچے موجوں کی سے ہی چون چھوٹی بڑی

لوت ایک پراکٹ آتے ہیں تو بھی دے جدے جد کنارے پھینچتے اور ایک سوچے سے دوسرا موجہ فنا نہیں ہوتا۔

جان ہرشل ثابت کیا ہے کہ جب اعتدال ہو گا ۶۲ درجہ میں ہے فارن ہیت کے ہر میٹر سے تو ایک ثانہ میں ۱۱۲۵ قدم نکلتا اور یا صوت پہنچ جاتی ہے ایک تناسب آتے ثانہ میں ۹۰۰۰ قدم اور ایک دقیقہ میں ۱۲ میل اور ایک کشتے میں ۷۶۵ میل۔

اور تیس درجہ میں جہیں پانی جتا ہے اگر ہوا خوب خشک ہے تو آواز کے پھینچنے کی جلدی زیادہ ہوتی ہے جیسا ایک ثانہ میں ۱۹۰ قدم جو ۶۳ گز سے کچھ زیادہ ہوتا ہے پھینچ جاتی ہے۔

اگر ہوا کا اعتدال ایک درجہ بھی بڑے گئے تو آواز کے پھینچنے کی سرعت اور بطو میں فرق آتا ہے ایک درجہ میں ایک قدم اور ایک سبع کا فرق جب ہوا کی گرمی کم ہو دے اور ہوا کثیف تر ہو دے تو آواز کی پھینچنے کی سرعت زیادہ ہوتی ہے آواز کے گونجنے سے بعد اشیاء کا جیسا پہاڑ کنبہ محل مسجد وغیرہ کی دوری

ہم معلوم کر لے سکتے ہیں اس طرح سے کہ آواز گئے بعد التی صد ان گونجے چیزوں سے  
 کتنے ثانیہ میں پہراتی ہی سو دیکھ کرنی ثانیہ ۱۱۲۵ قدم مقرر کر لے سکتے ہیں  
 اس طرح توب کی جگہ دیکھے بعد اسکی آواز کتنے ثانیہ میں ہکو سنی آتی ہے سو  
 اس حساب سے اس توب کی مسافت دریافت کر لے سکتے ہیں۔

افق اب نکلے بعد کتنے ایک دیر تک نور زمیں پر نہیں پڑتا اور سایہ بھی دستا نہیں  
 اگرچہ مطلع صاف رہے پھر کتنے دیر کے بعد نور پڑتا ہی اسکا سبب یہی کہ آفتاب  
 اتنے بعد پری جو اس سے نور زمیں تک آنے تو منت کا عرصہ لگتا ہی اور نور ایک  
 ثانیہ میں ۱۹۲۰۰۰ کا عرصہ طے کرتا ہی اسی قاعدے موافق بہت دور کے ثواب  
 کا بھی نور زمیں پر آتا ہی۔

بیان ذیل سے نور اور آواز کی پہنچنے کی سرعت ظاہر ہوتی ہے۔

گرچہ کی آواز سننے جانے کے پیشتر بار ثانیہ کے چمکا ہٹ کی روشناسی دہنی۔

اربوہ مناسبت سے جب ثانیہ میں ۹۰۰۰ قدم پر آواز پہنچتے ہو تو ۱۲ ثانیہ میں کتنے  
 قدم پہنچینگے ۱۳۵۰۰ جو معادل ہی ۲۵۰۰ گز کا کسی ایک جہاز سے توب

جلی اور اسکی چمک نظر آئی بعد ۳۳ ثانیہ کے آواز سننے لگی ہمارے سے کہتے  
بعد پر وہ جہاز ہو گا۔

اربۂ تناسبہ سے ۸ ثانیہ ۹۰۰۰ قدم ۳۳ ثانیہ کہتے قدم ۳۷۱۲۵ معادل  
۲۳۷۵ اگر کے۔

اور ہر ایک قسم کے جسم لطیف میں آواز کیساں نہیں پیدا ہوتی اور ایکساں  
نہیں پھینچتی ہی جیسا بہت سے بخارات مرکبہ میں جنہیں آواز کی تکر سے توج بہت  
مشکل سے پیدا ہوتا ہی اسے طرح اگر میڈروجن بخار میں ایک گنتھا ہلاوین تو کچھ  
آواز محسوس نہیں ہوتی گویا خلاء محض میں وہ گنتھا بکایا گیا جیسا ہوا خالی  
کو نیکیے آدے ہوا خالی کر کر اس میں گنتھا ہلائے تو آواز نہیں سنی جاتی۔

اس بات کو ڈاکٹر پرستل اور سر جان لیزل نے ثابت کئے ہیں۔

جب میڈروجن بخار سے اندر دم لیا جاوے تو اس دم لئے ہوئی آدمی کی آواز  
عجب طرح سے تبدیل باقی اور پست اور ضعیف ہو جاتی اور بتدریج کھلتی ہی  
اسے طرح جب ہوا بہت متخلخل یعنی بید لطیف ہو جاوے تو یہی حالت پائی

جاتی ہی آواز جسم لطیف میں مختلف طرح سے گذرتی ہی کہیں سر پہ کہیں  
بطی پائیں ڈوبی ہوئی شخص کو ہوا میں کئے جاتے سوا صوت سننے جاتے ہیں بغیر  
فرق کے آوازوں میں لیکن جب پانی کو ہلا دیں اور موج مناسب میں لادیں  
تو دو رنگ آواز پہنچ سکتی ہی مائانی۔

یستر کو آتش نے جنوا کے تالاب کے اطراف و جانب میں ایک کنشے کی آواز  
سنی ہی جو اس تالاب میں پانی کے اندر ہل گیا تھا اور اس تالاب کا کنارہ  
نوسیل کا ہی۔

اور آواز ایک ثانیہ میں ۷۰۰ قدم طے کیا ہی اس پانی میں۔

اگر دیوار حایل موسامع اور مکمل یا صوت کے تو بھی آواز سننی جاتی ہی کچھ کم  
کیونکہ موج ہوا کا کان تک پہنچتا ہی لیکن بہت نرم ایک سخت چیز چھپ چھپ حایل ہونے  
کے سبب سے لیکن جب پانی میں ایسی چیز حایل ہو کان اور صوت کے درمیان  
تو کچھ نہیں سنا جاتا موج ہوا اس حایل چیز کے سبب سے ایسا ضعیف ہی جو پانی میں  
موج لانے کی طاقت نہیں رکھتا ہی۔



جب ہوا میں مختلف بخارات اور ادخۂ مخلوط رہیں تو آواز اور اصوات طبعی اور حقیقی طور پر کان تک نہیں پہنچ سکتے ہیں کیونکہ بعضے بخارات سریع التوج اور بعضے بطی التوج ہونے کے سبب آواز اور اصوات کان تک سے مختلف موج انہیں حادث ہونگے اور وہ موج آپس میں کرائے سے بعضے جلد اور بعضے دیر کان تک پہنچنے لگیں گی ایک صوت کرے ہو کر سننے لگے گا

جب ایک شیشے میں کاربونیٹ اسد بھرن اور اس شیشے کو گرامر میں توڑ کر آواز نکلنے کے عوض بخاری اور ثوابصوت نکلتا ہے کیونکہ دو جسم لطیف ہوا اور اسد مختلف ثقل طبعی رکھتے ہیں ہوائے موج بھی مختلف رنگیے اسکے باعث سے صوت ایسا اختلاف واقع ہوا ہے ایسا ہی حال پایا جاتا ہے شیشہ پانی سے بھرا ہے

میسٹر ہمبولڈ کا اظہار یہ ہے کہ رات کو آواز زیادہ سنی جاتی ہے دن کے نسبت کیونکہ رات کو ہوا صاف اور ایک اعتدال پر رہتی ہے لیکن دن کو کہیں لطیف اور کثیف اور کہیں بہت گرم اور کہیں تھنڈی رہتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ رات کو مختلف آوازوں کے موقوف رہنے سے بھی رات کا صوت زیادہ تر عیاں آتا ہے

بی شاک حکیم نے لوہے کی ایک بہت لابی نلی کے آخر میں ایک کانٹھی باندھی  
اور اسکو ہلانے سے اس آہنی نلے کے دوسرے جانب پر ہی سو شخص کے سماعت  
میں دو آواز آئی ایک آواز اس کانٹھی کے بجھنے سے اس نلی کی اندر کی ہوا موج  
کھانے اور لہرانے سے اور دوسرے خود اس لوہے کی نلے کے تھرانے سے

جب شکاری بندوق کچھ ایک دوری پر سر ہوتی ہی تو بھی دہری آواز  
سنی جاتی ہی ایک صدا ہوا کے موج سے دوسرے بندوق کے دہوانے کے سیکڑے  
پر جب ابر غلیظ رہی یا صوت کے مقابلہ پر پہاڑ سے کوئی شے جابل تو بھی موج ہوا  
جو صوت کی ٹکر سے پیدا ہوتا ہی ہوا اس سے ٹکراتا ہی اور اس کے کو بجھنے سے پہر موج بناو  
پیدا ہوتا سولوت کر آواز دینے مارے اور سننے مارون کے کان تک پہر آتا ہی سب سے  
ار کے دونوں میں پہاڑ وغیرہ کے مقابلہ میں ایک توب وغیرہ کے آواز دہری  
سنی جاتی جب ایک گولا کسی جسم سطح پر زور سے لگتا ہی تو پہر ومان  
سے اچھلکرتا ہی اس گولے کے لگنے اور اٹھنے کے زاویہ دو نو باہم مساوی رہتے  
ہیں اس طرح نور اور شعاع اور گرمی کے زاویہ بھی سوا اسی قاعدے موافق آواز

کن ٹکر جب جسم سطح پر لگتی ہی تو پہر و مان سے ویسے ہی زاویہ سے الٹی  
 ہی جیسے زاویہ پر اس جسم سطح ٹکر کھائی تھی اور اس کے ٹکر کھانے اور الٹنے  
 کے زاویہ دونو باہم قسادی رہتے ہیں جب صد ایک جسم سطح سے الٹی  
 اور کانٹ کٹ بھینچتی ہی تھوڑے مسافت سے تو ایک گونج سے مسموع ہوتی  
 اور جب سامع اس جسم سطح سے تھوڑے دور کھڑے رہ کر کوئی لفظ بولے  
 ایک بار یا کئی بار تو بعینہ وہی صد الٹی آتی ہی اور وہی لفظ سنا جاتا اگر  
 وہ جسم سطح بہت دور رہے تو بہت سے بار کر وہی الٹی صد اسنی جاتی  
 اگر ایک تہ درخت خشک کار و در رہے تو بھی اس سے اس طرح کی صد بہت  
 سے بار سننے جاتی ہی۔

جب ویسے دو جسم سطح سوازی کے درمیان جو مناسب فاصلے پر ہوں آواز  
 کئی جاوے تو صد اک تکرار بہت سے بار سننی جاتی ہی۔

اور جب کمر یا ل کے گنتیے بجکر آخر ہوتے ہیں تو نزدیک ہی سو شخص کے کان میں  
 دیکھ گونج بار بار آتی ہی ہوا کے موج در موج لہراتے کان میں پھیننے کے

سبب سے تیر ہی اور محذب و مقعر سطحوں سے آواز کا التناؤ اور حرارت کے انعکاس کے طور پر ہی دیئے سطحوں کے اندر یا بہت زیادہ ہی سو شخص کو الٹی صدا سنی نہیں آتی چوں طرف کا موجہ ہوائی باہم تصادم کرنے کے سبب مکرر دور والے کو اچھی طرح سموع ہوتی ہے۔

جب آواز کی تکرر کم ڈھیلے ڈھیلے رنجو جسم پر ہو تو آواز کی تیزی اور سختی میں فرق آجاتا اور الٹی صدا نہیں آتی ہے۔

اوپر اور بڑے محل گچ اور مہرہ کئے ہوئے اوپر دیواروں کے گھروں میں بس سختی اور تیزی سے آواز اور صدا کان میں پڑتی ہے سو اگر وہی آواز اور صدا ایک گھر میں جسکے اندر سب دیوار و در و زیر و بالا دیوار گیر یون اور پکڑے کے فرش اور چاندینوں پر دونوں سے گھیرے گئے اور مڑے گئے ہو دیں تو کم زور اور کم جاتی ہے ہوائی موجوں کی لہر زور چیز کے لگنے بہت خفیف ہونے کے سبب سے

جب تار پر تار تیر ٹاٹا کھینچے جاوے جیسے سارنگی پر اسکی کہاں کو کھینچتے ہیں پیستار وغیرہ کی تنی ہوئی تار کو ستر گشت سے چھتریں تو قانون ذیل موافق لرزتا اور

جو تار ان ایک ہی قطر کے ہوں اور تناوت میں برابر تو زمان مفروض میں انکار زنا  
 انکی طول کے نسبت سے ہوگا مثلاً اگر ایک تار آب کے طول کا ایک ثانیہ میں تین بار  
 دو بار لرزتا ہو تو اگر اس تار کو نصف کریں تو ایک ثانیہ میں چوست بار لرز  
 اگر انکو ثلث کریں تو نو دہر چھے بار اس مفروض زمانی میں اس طرح قطر کے نسبت  
 سے ہی تاروں کے لرزنے کا عدد زمان مفروض میں بڑھنا گشتا ہی مثلاً جو تار  
 کہ ہم قطر اور ایک ہی تناوت سے تھے ہوں زمان مفروض میں جتنے بار لرزینگے سو اگر  
 انکا قطر کم کیا جاوے تو اس سے زیادہ لرزینگے جیسے ایک تار کا قطر تین ہی سو  
 ایک ثانیہ میں تیس پر دو بار لرزتا ہی اگر اسکا قطر دو ہو تو سات پر چار بار لرز  
 اگر قطر ایک ہو تو نو دہر چھے بار اسی زمان میں

اور تار ان جو ایک قطر اور ایک طول والے ہوں اور ایک ہی تناوت پر تھے ہوں تو  
 انکار زنا مناسب ہوگا جیسے اگر ایک درجے کے قوت کی تناوت لے تھے  
 ہوں تو جتنے بار لرزینگے سو اگر دو درجے کی قوت کے تناوت سے تھے ہوں

تو چارو تھے اسبطح -

حکیم پیشات کے حساب اور تحقیق سے ایک زمان مفروض میں آواز کے سفر

موجی جو پیدا ہوتے ہیں سو کتنے دور تک پہنچتے ہیں سو اسجد دل میں مہین

سوجہ آواز کا ایک ثانیہ میں پہنچنا دامن کا موجبہ کے اتنے قدم

۱۰۲۴ - - - - - ۱

۱۲ - - - - - ۲

۲۵۶ - - - - - ۴

۳۲ - - - - - ۳۲

۱۶ - - - - - ۶۴

۸ - - - - - ۱۲۸

۴ - - - - - ۲۵۶

۲ - - - - - ۵۱۲

۱ - - - - - ۱۰۲۴

۹ - - - - - ۲۰۴۸

۳ - - - - - ۴۰۹۶

۱ - - - - - ۸۱۹۲

الفوزہ نیکھوں کے

آواز کے موافق جنکے

دونوں طرف کیلئے

آدمی کے کان کو سننے

آئے سو آواز

## فائدہ صوت اور آواز کا

اللہ تعالیٰ جو حکیم مطلق ہی سوا اکثر حیوانات کو سماعت کی قوت دیا ہی سمع کے وسیلے سے مرغوب کے طرف جاوین اور مسافر سے بھاگین جیسا حیوانات کے بچے ما کے آواز سنتے ہیں تو اسکے طرف دورے جاتے ہیں اور باگ اور بہترے کے آواز سے بھاگ جاتے اور انسان جو تحت خلافت کو زینت دیا سو اپنے منصب کے تقاضے سے ہر ایک کی داد فریاد اور عرض معروض سننے کی ضرورت رکھتا ہی اور خود اپنی حوائج اور مطلوبات غیر کو سنانے کے سوسر معاملے اور داد و سند فیصلے اور فتوے جنک و صلح خوشی اور غمی میں سماعت کی بہت احتیاج رکھتا ہی اور اصوات سے انکے فاعل کی ہستی کی دلیل معلوم کر سکا اور بہت سے اصوات اور آواز سے مطالب عمدہ پانا اور اسکے اختلات سے جد سے جدے رمضان کے ہونے پر دلس قائم کرتا جیسا شہسکو پتہ ایک آدھی حکما نام راقم کے والد ماجد حضرت خان عالم خان بہادر تھو جب تک نے سماع النیاضین رکھے ہیں سو اس آواز کو طبیب بیمار کی جھاتی وغیرہ

رکھ کر آپ کان لگا کر سنتا اور عضومات کے شربانی وغیرہ آواز کے  
 وسیلے سے جھاتی اور دل وغیرہ کے مختلف مرضان اوز بچے کی حیات اور  
 وجود کی ویل ما کے پیت میں بچے کی شربانی حرکت کئے کر اور اسکے دل کی  
 خفتان سے دور کر سکتا ہے اور اسپرچ طبیب اپنے ہاتھ سے بیمار کی چھاتی  
 وغیرہ کو تھوکر صوت کے اختلاف سے مرض معین پا سکتا ہے اور جو سطاب کہ  
 کھم سے پورا ادا نہیں کر سکتا ہے سو اپنی مافی الضمیر راک اور باجون میں سمجھتا ہے  
 فی الحقیقت راک ایک سخن معنوی ہے جیسا غمی اور خوشی وصل و بجر راحت  
 و مصیبت راک کے وسیلے سے اس طرح ادا ہو سکتے ہیں کہ سنے ہاروں پر وہی  
 ہی کچھ تاثیر کر دکھائی اسپرچ شجر جو بحر حلال ہے اور عادت نفس کی ایسی ہی  
 کہ اپنے غم اور خوشی رنج و راحت کا شریک غیر کو بنایا چاہتا ہے اور اپنی  
 مصیبت و فراغت میں غیر سے مدد لیتا بہت سے حیوانات جو فی الجملہ  
 کچھ شعور رکھتے ہیں وہ اپنی مصیبت میں انسان سے مدد چاہتے اور اپنی ظالم  
 کے فریاد کرتے جیسا کہ گواہ کیا ہوتا ہے تو انسان کے اطراف پہر پہر کر



مانوس حیوانات کے بچے جب مرتے ہیں یا انپر اور کچھ آفت ہوتی ہی تو آپ بے  
 انس رکھتا ہی سو آدمی سے دکھ بچا رہے اور کتابلی وغیرہ جو خوش ہوتے ہیں تو دم  
 پٹا ہڈا کر اور دوڑ دوڑ ہو پ کر اور کچھ آواز ان کھال کھال کر اپنے خاوند سے خوشی ظاہر  
 کرتے ایسا ہی انسان بھی اپنا عرض حال اور دیوالیوی فریاد و کستہ نشانی  
 میں اعانت و امداد غیر سے کرتا اور اسکی سستاد اور غمخواری کرنا شروع کرتا  
 بہ بات تو کلمہ و کلام لفظ و محاورے اور صاف بولے اور بھاکے سے حاصل ہوتی  
 اور جو مضامین و مافی الضمیر نازک اور بیان حال اس صاف بولی میں بول نہیں سکتا ہی  
 سو شعر کی زبان میں کہتا ہی اور جو سبب و ماجری اور حال واقع نفس کے ان  
 دو نوع طرح سے تکلم میں نہیں آتے ہیں تو راک و سکر بیان کرنا عرض وہ حکیم مطلق  
 انکے ہر طرح کی بولی اور ادائے مافی الضمیر ایک سے دوسرا سننے کے واسطے  
 کان اور اسکے اعضاء درونی و بیرونی بنا کر سماعت کی قوت اور درک کی  
 بخشش اور باہر ہوا کو اس لطافت سے بنایا کہ ایسی بولی اور اصوات سے  
 ہوا متاثر ہو کر موج در موج ہمارے کانوں میں بھنچکر ہمارے سماعت میں صوت

و آواز پچھاوے جسکے وسیلے ہم مطلب تک راہ پاویں فسیحان اللہ احسن  
 الخالقین و آخر دعوانا ان الصلوٰۃ علی المرسلین  
 و الحمد لله رب العلمین

تقریر مستقیم جبکہ بہادر کی بیان میں خبر دلائی تجزی کے

۱۹۵۲ء عیسوی

۱۲۷۰  
دسویں تاریخ کو جمادی اولیٰ ہجری مطابق گیارہویں فروری

حامداصلیا

جانا چاہئے کہ اجسام عالم طبیعت کے تین قسم پر ہوتے ہیں بخاری۔ سیال  
اور منجمد۔ ہر ایک جسم ان تینوں جسموں سے ایسے ذرات سے بنا ہوا ہے جو قسم  
ہوتے ہوئے ایسے درجے کو پہنچتے ہیں کہ ہمارے قدرت و قوت سے پھر انکا تقسیم  
کرنا باہر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے مات بالفعل الیسا الہ نہیں جو انکو تقسیم کر سکیں  
لیکن بیان حکما کو اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جزا ایسے درجے کو پہنچتا ہے کہ پھر  
اسکی تقسیم کسی طرح سے ممکن نہیں۔ او نہیں کہ مذہب سے اسکا نام جز دلائی تجزی  
ٹھہری۔ جسکو یونانی میں آتم کہتے ہیں۔ یعنی غیر منقسم۔ انکی دلیل انکے دعوے  
پر یہ ہے۔ مثلاً اس شے یعنی تری انگرا پیس کا سربا اس محفوظ  
یعنی رسوم کا سر۔ جو منہتی ہوا ہی ایک نقطے پر جو جز دلائی تجزی ہے۔ پہراوسی

مثلاً یا محض طوطا کو کر ورون طولاً حصے کرین تو یہی وہی نقطہ ہر ایک جز کے سر پر اس تقسیم کے قائم ہوتا چلا جاتا بغیر تقسیم پانے کے۔

بعض حکماء یونان اور فرنگستان جو دیے لانا تھا تقسیم پانے کے لائق جز کے قابل نہیں ہیں سوا اپنے تحقیقوں کے۔ وہ سے یوں بیان کرتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا کسر نہ ہو سکے۔ یعنی کسی شے کو کٹا ہی کوٹو یا پیسو اور بار کاٹا کر و لیکن یہ ممکن نہیں کہ پہر اس کو کٹے یا پیسے ہوے چیز کے ریزون کے ٹکڑے نہ ہو سکیں اگرچہ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ایک چیز کو ہم ایسا باریک کر سکتے ہیں کہ پہر جب تک ٹکڑے ہونا انسان کی طاقت سے باہر نظر آتا ہی۔ کیونکہ ذرہ ہمارے ہات اور نظر کی قدرت سے باہر ہو گیا ہی۔ سو جب دیے جز کو ہم خرد ہیں یعنی میکروس کوپ یا ہیبت نما آئیٹے سے دیکھیں تو وہ بابر غیر مرئی جو نظر نہیں آتا ہی اتنا بڑا دستا ہی جسکی تقسیم نظر سے باآسان ہو سکتی ہی۔ اور جب کہ کوئی چیز ایسی باریک ہو جاتی ہی کہ ہم اسکو خرد بین کے ذریعہ سے بھی منقسم نہیں کر سکتے ہیں تو عقل مند دن پر یہ بات خوب روشن ہوگی کہ

ویسے جرنلے ٹکڑے عقلا کئے جاسکتے ہیں جیسا ایک چیز نہایت درجے میں  
 باریک سے باریک ہووے۔ گو ہمارے طاقت سے یہ بات باہر رہے کہ انکو  
 ہم اور تقسیم کریں۔ لیکن ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ایک شے اگرچہ کتنی بھی  
 باریک ہو تو بھی ضروری ہے کہ اسکا آدھا یا پاؤ ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک جسم طبعی  
 ایسے اجزاء باریک سے بنایا جو دوسرے حکما کے مذہب سے قابل  
 تقسیم کے نہیں۔ لیکن وہی اجزا ایک دوسرے پر آنے کے سبب سے ہر ایک  
 جزا و نہین کا منقسم ہو گیا ہے۔ کیونکہ کوئی کسی کے نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ  
 پر آیا ہوگا۔ اس وجہ سے صاف ثابت ہوا کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جسکا آدھا  
 یا پاؤ نہ ہو سکے۔ چنانچہ اسی باب میں حکماء مذکور بہت سے مثالیں لکھتے ہیں جن سے  
 عجب کچھ صنعت الہی ظاہر ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ایک چیز کتنی نہایت باریک  
 ذروں میں تقسیم پاسکتی ہے۔ اور جب اتنے ذروں میں تقسیم ہو جاوے تو بہت  
 بآسانی خیال میں آسکتی ہے کہ ہر چیز لامتناہی ذروں میں منقسم ہوگی۔ اور کہی اس  
 کو پھینگی کہ اسکا ذرہ قوت بشری سے پہر قابل تقسیم نہ رہے۔

مثال اول — خاہر مود — کہ سب قسم کے فلزاتو نہیں علی الخصوص

چاندی اور سونے میں ایسی خاصیت پائے گئی ہے کہ وہ لانا تھا ذروں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چھ ہزار قدم کے روپے کے تار پر ایک گرین سونے

الیمع چڑھائی۔ اسی طور سے ایک قدم پر چھ ہزار دان حصہ اور ایک

انگلن رستہ تر پود ہزار دان حصہ سکا ہوتا ہے۔ جانا چاہئے کہ ایک گرین

ایک دانہ جو کے برابر ہے۔ اور نین گرین کی ایک رتی ہوتی ہے۔

اور ایک گرین سونے میں از رو شمار کے ..... ۶۳ تین ارب

سات کر در ریزے ہوتے ہیں۔ غور کیا چاہئے کہ ایک گرین سونا جس کی حقیقت

ہوتی ہے کتنے ذروں میں تقسیم پایا باوجودیکہ اتنے باریک حد کو پہنچا پر تقسیم

ہی۔ لیکن طاقت بشری سے باہر۔

مثال دوم — یہ ہے کہ رنگ غیر معین ذروں میں تقسیم ہو سکتا ہے

مثلاً ایک گرین کارمین کا جو ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے او سکوا پائیر پانی

میں ملا دین تو وہ پانی خوب رنگ دار ہو جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ پانی کے

چھ لاکھ ستر ہزار قطرے ہونگے اور ایک ایک قطرے میں سو سو ذرے  
 کاربائن کے ہوں تو اس سے بہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک گریں کاربائن چھ  
 کروڑ بیس لاکھ ذرے ہوں۔ اس صورت میں دیکھا جائے کہ کتنے ذروں  
 میں رنگ مذکور تقسیم پایا اگرچہ وہ ذرات اتنے باریک حد کو پہنچ چکے ہیں  
 بھی قابل تقسیم ہیں۔ میں بیان کرتا ہوں کہ اوزنک جو مرکب ہی اسکا جزو ہے  
 ہوگا ہر ترکیب میں جزو لا تجزئ کہاں باقی رہا۔ کیونکہ جب ترکیب کیلے تو اس  
 وہی جزو لا تجزئ کے کئی اجزا حاصل ہو سکتے ہیں۔

مثال سیوم — یو صا دب کے تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک تار  
 جو کپڑی تیار کرتی ہے اگر ہم اسکو ذروں کے ذریعے سے دیکھیں تو مدہم ہوگا  
 کہ وہ ایک تار اور ویسے چھ ہزار تاروں جیسا دکھائی دے گا کہ اس میں  
 فقط قدرت خالق کی نظر آتی ہے اور اس سے بہر نتیجہ نکلتا ہے کہ بب ایک ایسا  
 باریک تار کپڑی کا اتنے تاروں میں تقسیم ہو جاوے تو خیال میں نہ آ سکتا ہے  
 کہ ہر ایک تار لا اتہا اجزا میں تقسیم ہو سکیگا طولا بحجا یعنی لمبائی اور موٹائی میں

جبکہ وہ ہر ایک تار بہت باریک و زردن سے بنائی اور ہر ایک ذرہ اسکا  
 موجود طبعی جب موجود طبعی ہونو اسکو جسم لازم آیا جب جسم ہوا تو جسم  
 پذیر ہوا کہ جسم مرکب کے ذرے مرکب ہونیکے سبب سے اور مفرد یعنی بسیط کے  
 ایک رابک واقع ہونے سے۔

مثال چہارم۔ عقلا کے تحقیقات سے ثابت ہوا ہی کہ خون جو ہمارے  
 بدن میں ہے اور ہر ایک قدرتی سرخ چیز ایک جسم کی سی معلوم ہوتی  
 ہے۔ اس کے سرخی کا باعث کچھ اور ہی ہے یعنی اس میں دو چیزیں ہیں ایک  
 شے صاف سیان جسکو انگریزی میں سیرم کہتے ہیں اور دوسرے چیز  
 سرخ ذرے جو اس سیرم میں ملے ہوئے ہیں وہ اتنے اتنے چھوٹے چھوٹے  
 ذرے ہیں کہ اس سیرم میں ملنے مثال ایک سرخ چیز کے دکھائی دیتے ہیں  
 اور ان ذروں کے ریزے جسکو گلوبلیر کہتے ہیں چودین ہزار حصے ایک انچ  
 کے برابر بھی اسکا قطر نہیں اور ایک قطرہ خون میں دس ذرے دس ہزار  
 ہوتے ہیں مگر میکروسکوپ سے اس گلوبلیر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک



وزہ اونہیں کا مخروط منشاری شکل کا ہے۔ جسکے چار سطح مثلث ہیں تین جانب  
میں تین اور قاعدے میں ایک پھر سطح اور کاغذ منقسم ہو گا غیر انتہا۔

مثال پنجم۔ زیادہ تعجبی کی مثال یہی جسکو امرن برک صاحب نے دریافت  
کی ہے کہ ایک قسم کے جانور ہوتے ہیں اور قسم کے جانور کو ہم بغیر خوردہ میں کے  
نہیں دیکھ سکتے کیونکہ وہ جانور ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اگر ہم ویسے ہزاروں  
جانور کو جمع کریں تو بھی ایک دائرہ ریتی کے برابر نہیں نظر آتے۔ مجموعہ ویسے ہزاروں  
جانوروں کا ایک وقت واحد میں ایک سوئی کے ناکھے سے نکل جاسکتا ہے۔  
امرّن برک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اونہیں جانوروں ایک طور کے ملحقین یعنی  
پہتر کے تختیان تیار ہوتے ہیں۔ اور ایک کعبہ انج کی تختی دو سو بیس گرین  
کی وزن کی ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گرین میں اٹھارہ کروڑ سو لاکھ  
ویسے جانور ہو گے۔ جب ایسا ہو تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ہر ایک جانور  
کو اعضا لازم ہیں تو ویسے جانوروں کے اعضا کتنے باریک ہو گے اور ان  
اعضا کے رگ و ریشہ اور ان رگ و ریشوں کے ذرات کس بجہ اور غیر انتہا

درجن کو پہنچے ہو گئے۔

مثال ششم۔ ایک اور مثال اس بات کی یہ ہے کہ اگر ایک کاغذ کو مشک

سے مسطر کریں اور اس پر کچھ مضمون لکھ کر کسی دور و دراز ملک کو بھیجیں اور پھر

وہی خط وہاں سے اکتے آوے تو سپر بھی ہم اسکو پھر واپس دینے روانہ کریں تو

بھی اسکی خوشبو نہیں جائیگی۔ پس یہ بھی ایک مثال اسکی ہے کہ دیکھا چاہئے

کہ وہ شکست کی خوشبو کتنے چھوٹے چھوٹے ذروں میں تقسیم پائی ہوگی باوجود

انکے سفر دور و دراز کے جو ہر لحظے ذرے اسکے خوشبو کے اُڑ رہے ہونگے تو بھی

سے خوشبو نہ گئی۔ اس طرح سے اور ایک مثال بنایا جاتی ہے کہ اگر ایک مکان

میں لادنے ڈر کو جو ایک قسم کا عطر انگریزی ہواہی ایک چمچ میں بہر کرتیز آگ

دہر دین تو وہ بخار بکراؤڑ جاتا اور تمامی مکان کو گھیر لیتا جسکے سبب سے اس مکان

میں بڑی دیر تک خوشبو جاری رہتی ہے۔

غور کیا چاہئے کہ کیا کیا صنعت اور خالق ارض و سموات کی ہے جو ایسے عجیب

و غریب چیزیں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور آفرین اون عاقلوں کے

عقل خردہ میں پر جو ایسے ایسے تحقیقات کیں جن سے علی العموم نفع پہنچا اور ہر ایک  
پر اس خلاق ابر کی صفت کا تماشا صاف معلوم ہونے لگا۔

اب باب مجلس کی خدمات میں اس بے بضاعت علم و ہنر کی گزارش یہ ہے کہ رواج علوم

عقل کا ہمارے قوم میں اگرچہ زمانہ سابق میں کثرت تھا لیکن اب مفقود ہو گیا یہاں تک

کہ نویں تک بھی انکا جاننے والا نہ تھا علی الخصوص اس آبادی میں۔ مگر اندون ایک

محفصل علم و ہنر کی جواج کل منعقد ہوا کرتی تھی جس میں علوم نادرہ کے مذاکرے اور سباحثیہ چلنے

میں۔ اور جس سے ایک نفع کثیر سامعین کو حاصل ہوتا ہی سوا یا مجمع ہوتے ہوئے

عاصی اپنی عمر بہر میں کہیں نہ دیکھا نہ سنا۔ مگر حسعی سے میسر عیدنی و رد با لغور

صاحب بہادر کے جنکا خیال ہمیشہ علوم کے رواج طرف مصروف ہی رہا محفل ان

علوم کا رواج دینے کے لئے مقرر پائے جس کے باعث بہت سے نامعلوم ابواب معلوم

ہونے لگے اور کچھو کا تک نہ پہنچے تھے سو نوادرات سننے میں آئے۔ یہ عاصی علیہ السلام

اس محفل کے ایجاد کے ان علوم کے مباحث طرف زیادہ تو غل نہیں رکھتا تھا لیکن نظر کرتے

بہادر موصوف کے اصرار کے اور اس محفل کے نوایہ کے ترغیب کے اپنے حال کو ادھر لایا

در تھوڑے ہندی اور انگریزی کتابوں سے یہ بیان اخذ کر کر اور اسکو بہادر موصوف  
 کے نظر صلاح سے گزار کر اس مجلس میں بیان کیا۔ اب ارباب مجلس سے التماس ہی ہے  
 کہ اگر اس بیان میں کچھ سہویشری پاویں تو معاف رکھینگے۔

مستقیم جبک

مطالعہ بیازدم فیبروری ۱۸۵۴ء  
 مرقوم دوم عادی الاول ۱۲۷۰ ہجری



۱۱۳۷۱	واحد نمبر
۶۷	فن نمبر
	کتاب نمبر